ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۱ ستمبر ۱۹۶۲ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ لَا یَرُدُّ الْقَدَرَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا یَزِیْدُ فِی الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ یُصِیْبُہٗ۔ (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ ثوبان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تقدیر کو کوئی چیز پلٹ نہیں سکتی مگر صرف دعاء اور مقررہ عمر میں کوئی شے زیادتی نہیں کر سکتی۔ مگر نیکی اور یقیناً آدمی گناہوں کی شامت سے کبھی رزق سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔

(ابن ماجہ)

شرح اس حدیث میں تین چیزوں کا ذکر آیا ہے۔ تقدیر عمر اور رزق اور یہ تینوں چیزیں اسلامی عہد کے بعد ناقابل تبدیل ہونے میں ضرب المثل ہیں اگر غور کیجیے تو یہاں ایک ہی چیز ہے یعنی تقدیر عمر اور رزق اسی کے اجزاء ہیں، ان تینوں کے بالمقابل آپ نے یہاں تین چیزیں اور بیان فرمائی ہیں جن کی تاثیر سے آج تک دنیا ناواقف تھی۔ یعنی دعا، نیکی اور گناہ۔ ان میں سے دعا کی برکت سے کبھی نوشتۂ تقدیر بھی ٹل جاتا ہے اور نیکی کی بدولت کبھی عمر میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ حالانکہ وہ بھی مقرر شدہ ہے اور گناہوں کی شامت سے وہ رزق بھی جو مقرر شدہ ہے وہ بھی منقطع ہو جاتا ہے پھر یہ سب کچھ احاطۂ تقدیر میں شامل ہوتا ہے یعنی کوئی دعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو شفا عنایت فرمائے گا نیکی کرے گا تو اتنی عمر دے دی جائیگی اور فلاں گناہ کے باعث رزق گھٹ جائے گا اور یہ بھی لکھا ہوا ہوتا ہے کہ دعا کرے گا یا نہیں، نیکی کی توفیق ملے گی یا نہیں اور اسی طرح گناہ کا صدور ہوگا یا نہیں پس اگر تقدیر کے پہلے نمبر کی طرف نظر کی جائے جس میں ردِّ بلاء دعاء کے ساتھ اور عمر کا اضافہ نیکی کے ساتھ، اور رزق کا انقطاع گناہ کے ساتھ متعلق ہوتا ہے تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ مقدرات بھی قابل تبدیل ہوتے ہیں اور جب اس سے اوپر نظر کی جائے جہاں تعلیقات کچھ نہیں صرف احکام ہیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مقدرات میں جو ترمیمات ہیں وہ سب تحتانی مراتب میں ہیں حقیقت میں کوئی ترمیم نہیں۔

اس جگہ مکتوبات امام ربانی کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں۔ "حضرت قبلہ گاہی ام قدس سرہ مے فرمودند کہ حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہ، در بعضے رسائل نوشتہ اند کہ در قضا مبرم ہیچ کس را مجال نیست کہ تبدیل کند مگر مرا کہ اگر خواہم آنجا ہم تصرف کنم" پھر اس مقولہ کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ "قضا معلق بر دو گونہ است قضائے است کہ تعلیق او را در لوح محفوظ ظاہر ساختہ اند و ملائکہ را براں اطلاع دادہ و قضائے کہ تعلیق او نزد خدائے است جل شانہ وبس و در لوح محفوظ صورت قضاء مبرم دارد و ایں قسم اخیر از قضائے معلق نیز احتمال تبدیل دارد در رنگ قسم اول .... و بقضاء کہ بہ حقیقت مبرم است تصرف و تبدیل دراں محال است عقلاً و شرعاً مکتوبات شریفہ ص۲۱۷ صد ۲۲۲ بنام ملا طاہر بدخشی)

اس کا حاصل یہ ہے کہ علم الٰہی کے لحاظ سے تو تقدیر کے سب ہی فیصلے مبرم اور اٹل ہوتے ہیں لیکن جہاں اس عالم اسباب کا نقشہ کھینچ کر رکھا گیا ہے وہ کچھ دور تک اسباب و مسببات کا الجھاؤ دکھانا بھی مناسب معلوم ہوا ہے جس طرح اس عالم میں اسباب و مسببات میں فعل و انفعال ظاہر ہے اسی طرح عالم غیب میں بھی اسباب و مسببات کا جو سلسلہ دکھایا گیا ہے اس میں بھی تاثیر اور تاثر موجود ہے۔ اب جہاں تقدیر کے احکامات کے استحکام پر زور دینا منظور ہوتا ہے وہاں پیش نظر اس کا یہ مرتبہ ہوتا ہے جس میں نہ کوئی تعلیق ہے نہ ترمیم اور جہاں کسی عمل کے اچھے یا برے ہونے پر زور دینا مقصود ہوتا ہے۔ وہاں تقدیر کا وہ درجہ لے لیا جاتا ہے۔ جس میں احکامات اپنے اسباب کے ساتھ معلق ہوتے ہیں، حدیث مذکور میں بتایا گیا ہے کہ جو تین باتیں ناقابل ترمیم ہیں جن میں سے عمر اور رزق کی فکر ہر انسان کے سر پر سوار رہتی ہے، عالم غیب میں اگر ان میں ترمیم کا کوئی سبب نظر آتا ہے تو صرف وہ یہ تین ہی اعمال ہیں دعا، نیکی یا نقصان رزق کے لیے معصیت۔

ذکرِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

شیر افضل جعفری

نعت کہنے کو پرستار تباں آیا ہے
آج مے خوار پہ کوثر کا نشہ چھایا ہے

بے عمل پر بھی مشیّت نے ترس کھایا ہے
آہِ گمراہ نے تاثیر کو تڑپایا ہے

حسن و رومان کی وادی سے گریزاں ہو کر
ریگ زاروں میں کوئی عشق و وفا لایا ہے

قلب دیجور میں رقصاں ہے اجالوں کا ہجوم
اک سیہ روز نے سورج کو چڑھا پایا ہے

فقر و مستی نے دیا جس کو ابوذرؓ کا فراغ
اس کی تقدیر پہ چودھار کو رشک آیا ہے

ڈوب کر عشق محمدؐ و علیؓ میں افضل
لوح محفوظ کے ماتھے پہ ابھر آیا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

فون
۶۷۵۴۵

جلد ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ، ۱۲ ستمبر ۱۹۶۲ء شمارہ ۱۸

شرح چندہ

پاکستان و ہندوستان

سالانہ ـــــ ۱۱ روپے
ششماہی ـــــ ۶ ″
سہ ماہی ـــــ ۳ ″
فی پرچہ ـــــ ۲۵ پیسے

- سعودی عرب ـــــ
- کویت ـــــ
- ایران ـــــ
- افریقہ ـــــ
- ملایا ـــــ
- ہانگ کانگ ـــــ
- انگلینڈ ـــــ کے لیے ـــــ

سالانہ چندہ

عام ڈاک سے ۸۰ ، ۱۸ روپے
ہوائی ڈاک سے ۵۴ ″

امریکہ عام ڈاک سے ۴۲ روپے
ہوائی ڈاک سے ۸۳٫۸۰ ″

نوٹ

بیرونی ممالک کے لیے چھ ماہ سے کم میعاد کے لیے پرچہ جاری نہیں کیا جائے گا

آئندہ شمارے میں تعزیرات اسلامی سے متعلق نوٹ شامل اشاعت ہوگا

دعوت فکر

ایک وقت تھا جب اسلام نے اجتماع افراد کو مفاسد و خبائث اور شرارت و بے چینی کے زہروں سے گھر کی چار دیواری میں مصفّٰے و مجلّٰی کیا تھا ـــــ در و دیوار سے قرآن مقدس کی آواز سنائی دیتی تھی۔ مرد یکتائے زمانہ بن گئے اور عورتیں جن کے حقوق ظالم مردوں نے غصب کر رکھے تھے اور جن کو زمانہ نے ناقص العقل، گندہ عضو اور ذلیل سمجھ کر مردوں کی ٹھوکروں میں چھوڑ رکھا تھا۔ عقیل و فہیم اور مرتبہ والی بن گئی تھیں اور جن کے کارنامے آج بھی دنیا کے لیے شمع راہ بن رہے ہیں لیکن برا ہو مغربی تہذیب و تمدن کا۔ جس کے اثرات کے تحت دنیا میں سچی مدنیت اور پاکیزہ تمدن کے بانی، یورپ کی ننگ انسانیت، تہذیب و معاشرت کے دلدادہ ہو رہے ہیں، اسلامی علم و عمل اور قرآنی معیار کو چھوڑ کر غیر قوموں کی تقلید میں فخر محسوس کرتے ہیں اور ایسے ایسے گل کھلا رہے ہیں کہ جنھیں دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے، سینے پر سانپ لوٹتا ہے اور سر پھوڑ لینے کو جی چاہتا ہے کہ یہ بے راہروی قوم مجاز کے لیے عذاب جان اور ہلاکت کا باعث بن رہی ہے۔

یہ آوارگی اور خود فراموشی محض اس لیے پیدا ہوئی کہ اسلامی نظام معاشرت جاتا رہا، انسانیت کی خوبیوں کو بے دردی کے ساتھ ضائع کر دیا گیا۔ مردوں نے اسلامی روایات کو پس پشت ڈال دیا اور عصمت مآب بیبیاں اور خواتین گھر کی چار دیواری سے نکل کر سبھا کی پریاں بن گئیں، گھر کی ملکہ بے گھر ہو کر در بدر آوارہ مزاجی کا مظاہرہ کرنے لگی اور اب خدا کا غضب اور محمد مصطفےٰ صلعم کی غصہ میں ڈوبی ہوئی نظر اس پر اثر انداز ہی نہیں ہوتی اور قرآن عزیز اس کے دروازے پر دستک دینے کے باوجود لبیک کی سچی اور روح پرور صدا سے محروم ہے۔

یقین جانیئے اسلامی غیرت و حمیّت کے تقاضوں کے تحت ہمارا دل اس صورت حال سے اندر ہی اندر کڑھتا ہے اور ہم اس سے پیدا ہونے والے نتائج و عواقب کی نشاندہی اپنا اسلامی فریضہ سمجھتے ہیں۔ "خدام الدین" کی پالیسی قطعاً یہ نہیں ہے کہ وہ کسی کو ہدف مطاعن بنائے یا کسی پر کیچڑ اچھالے، یہ معاشرہ کی برائیوں پر بے لاگ تنقید کر کے اس کے روگ ضرور بیان کرتا ہے لیکن ایسا کرنے میں کسی فرد، جماعت، فرقے یا قوم کو مخاطب نہیں کرتا ـــ کہ اصل مقصد، مرض کو رفع کرنا ہے تاکہ مریض کا دل دکھا کر اسے اور بھی جاں بلب کر دینا ـــــ ہمارا مقصد لوگوں کو ہدایت پر لانا ہے ناکہ معاند پیدا کرنا ـــ لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ بعض اوقات جب مریض کسی متعدی مرض کا شکار ہو جاتا ہے تو شفیق سے شفیق ڈاکٹر اور طبیب کو بھی اسے لوگوں سے علیحدہ کرنا پڑتا ہے اور لوگوں کو ہدایت دینا پڑتی ہے کہ اس سے بچ کر رہیں اور اس کے قریب نہ جائیں۔ یہ فعل بھی درحقیقت انسانیت دوستی اور شفقت پر ہی مبنی ہوتا ہے چنانچہ اسی اصول کے تحت ہمیں خواتین کی مختلف تنظیموں کی اسلام کش سرگرمیوں کی نقاب کشائی اور اپنی بہنوں کو ان کے چنگل سے محفوظ رہنے کی تلقین کرنا ہے ـــ ہم ایسا کرنے پر اس لیے مجبور ہیں کہ اگر ان کی بے راہروی اور خلاف اسلام سازشوں کا سیل اور تیزی سے بہہ نکلا تو پوری کی پوری قوم خس و خاشاک کی طرح بہہ جائے گی اور تباہی کے عمیق گڑھے میں جا گرے گی ـــ اور اگر مسلمان قوم نے بروقت ہوش نہ سنبھالا تو اسے رہی سہی اسلامی تہذیب سے بھی ہاتھ دھونا پڑیں گے۔

خدا جانے خواتین کی ان تحریکوں کے کیا مقاصد ہیں؟ بادی النظر میں تو صرف یہ دکھائی دیتا ہے کہ ان تحریکوں میں حصہ لینے والی عورتیں نہ صرف اپنی من مانی کارروائیاں کرتی اور رنگ رلیاں مناتی ہیں بلکہ قوم کی غیرت و حمیت کو بھی نیست و نابود کرنے کے درپے ہیں۔ اور اگر موجودہ اقتصادی بد حالی کے اسباب کا تجزیہ کیا جائے تو اس کی تہ میں کافی حد تک ہاتھ ان تحاریک کا بھی نظر آئے گا اور معاشرہ کی بیشتر خرابیاں جو قوم کو گھن کی طرح چاٹ رہی ہیں اس کے پس پردہ بھی عریانی و بے حیائی کی کارفرمائی دکھائی دے گی۔

اگر دیکھا جائے تو ایک مسلمان عورت کو تو گھریلو کام سے ہی فرصت میسر نہیں آسکتی چہ جائیکہ وہ بازاروں کی زینت بنے ـــ گھر کی دیکھ بھال بچوں کی تعلیم و تربیت اور امور خانہ داری کی نگہداشت کیا کم اہم مسئلے ہیں کہ جن کو نظر انداز کر کے وہ دوسروں کی رہنمائی کے خواب دیکھے۔ اگر آج کل گھریلو زندگی کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلے کہ ان محترم بیگمات کا گھر کے افراد سے ہی حسن معاملہ نہیں اور نہ بچوں کی تربیت کی طرف دھیان ـــ کبھی خاوند سے لڑائی کبھی ساس سے جھگڑا اور کبھی ہمسایوں سے گالی گلوچ ان کا شعار ہے، پھر کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ یہ دوسروں کی رہنمائی کریں۔ ہر آنکہ خود گم است کرا رہبری کند

مجلس ذکر

:- مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۶۲ء (جمعرات) ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ

آخرت کی زندگی دنیا کی زندگی سے بہتر و افضل ہے

مرتبہ خالد سلیم صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم؛

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ دفعہ احسان و شکر ہے کہ ہم لوگ دور و نزدیک سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے یہاں جمع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا سب کا یہاں آکر ذکر کرنا قبول فرمائے۔ اور اس کو ذریعہ نجات بنائے (آمین!)

آج دنیا معاش کے لئے تگ و دو کرتی ہے آج انسان موت کا دروازہ بند کرنے کی پوری پوری کوشش کر رہا ہے۔ ہسپتال۔ دوائیاں۔ ٹیکے۔ گولیاں وغیرہ تیار ہو رہی ہیں انسان عیش و عشرت کی زندگی حاصل کرنے کے پیچھے لگا ہوا ہے آج لوگوں نے یادِ خدا کو ترک کر دیا ہے۔ آخرت کا ڈر ان کے دل سے نکل گیا ہے۔ دوزخ و جنت کا بالکل خیال نہیں۔ خوفِ خدا نام تک نہیں۔ خوفِ خدا انسان کو صحیح معنوں میں انسان بناتا ہے۔ وہ آج کل بالکل مفقود ہے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک مرتبہ حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں انسانی شکل میں حاضر ہوئے۔ اور مسلمانوں کو تعلیم دینے کی غرض سے چند سوالات کئے۔ اور آخر میں یہ پوچھا۔ کہ ما الاحسان یا رسول اللہ (احسان کیا چیز ہے یا رسول اللہؐ) تو حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ احسان اسے کہتے ہیں۔ کہ تم خدا کی اس طرح عبادت کرو۔ کہ جیسے تم خدا کو دیکھ رہے ہو اگر یہ نہ ہو سکے تو یہ خیال جماؤ۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو دیکھ رہے ہیں۔ اسی کو تصوف کہتے ہیں۔ یعنی انسان جو بھی کام کرے خدا کو حاضر ناظر جان کر۔ ایمان و ایقان کے ساتھ نہایت اخلاص کے ساتھ کرے۔

انسان آج گناہ کرتے وقت دوسرے انسانوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو کر یہ سمجھتا ہے کہ اب مجھے کوئی نہیں دیکھ رہا۔ حالانکہ خدا تعالےٰ کی ذات ہر وقت دیکھ رہی ہے۔ اللہ والے بھی اسی کا تصور پختہ کراتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کی ذات ہر وقت دیکھ رہی ہے تو پھر یادِ الٰہی کی کثرت سے انسان گناہ کرنے سے ڈرتا ہے۔ اور رضائے الٰہی کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے

آج مسلمان شکل و صورت ڈیل ڈول۔ طور طریق وغیرہ میں فرنگیوں کی تقلید کو اپنے لئے باعث فخر تصور کرتا ہے [illegible]

ہے جس کی زندگی کو دیکھ کر دوسرے مذاہب کے لوگ متاثر ہوتے تھے۔ یہ دوسروں کے لئے نمونہ ہوتا تھا۔ آج یہی مسلمان دنیا کی سب برائیوں میں مبتلا ہے۔ شراب، چوری، ڈاکہ زنا وغیرہ کے جرائم میں پاکستان بننے کے بعد کمی نہیں بلکہ اضافہ ہی ہوا ہے۔ مسلمان خدا سے دور ہی ہوتا چلا جا رہا ہے۔ مسجدیں ویران ہیں۔ قرآن کو جزدانوں میں لپیٹ کر رکھا ہوا ہے مجھے بادشاہی مسجد نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ عشاء کی نماز میں صرف پانچ نمازی اور فجر کی نماز میں تین نمازی تھے اتنی بڑی مسجد۔ مسلمانوں کا شہر اور سب سے زیادہ بے آباد۔ بہت ہی افسوسناک بات ہے ہمیں اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہیئے۔ کہ ہم کدھر جا رہے ہیں۔ یہ دنیا جو چند روزہ ہے۔ اس کو ہم نے کتنی اہمیت دے رکھی ہے کیا ہم اتنی اہمیت آخرت کی زندگی کو بھی دیتے ہیں۔ آج میں دنیا اور آخرت کی زندگی کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔

وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلَّا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (الانعام ۳۲)

ترجمہ:۔ اور دنیا کی زندگی کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں۔ کہ بس (چند روز کا) کھیل تماشا۔ اور آخرت کا گھر ہی بہتر ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو پرہیزگاری کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں (افسوس) کیا تم اس بات کو سمجھتے نہیں

عَنْ مُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِؐ یَقُوْلُ وَاللّٰہِ مَا الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا مِثْلَ مَا یَجْعَلُ اَحَدُکُمْ اِصْبَعَہٗ فِی الْیَمِّ فَلْیَنْظُرْ بِمَ یَرْجِعُ۔

ترجمہ:۔ روایت ہے مستورد بن شداد سے کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا آپ فرماتے تھے کہ دنیا کی مثال آخرت کے مقابلے میں بس ایسی ہے۔ جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنی ایک انگلی دریا میں ڈال کر نکال لے اور پھر دیکھے کہ پانی کی کتنی مقدار اس میں لگ کر آئی ہے۔

مطلب یہ کہ دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں اتنی بے حقیقت اور بے حیثیت ہے۔ جتنا [illegible]

دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب محدود ہے۔ اس کے بالمقابل آخرت اور آخرت کی ہر چیز لامحدود اور غیر فانی۔ محدود اور غیر محدود کے درمیان کوئی نسبت نہیں ہوتی۔ جب حقیقت یہ ہے تو آپ خیال فرمایئے کہ وہ شخص کتنا بدقسمت اور بے وقوف ہے جو دنیا کے حصول کے لئے تو مرا جا رہا ہے لیکن آخرت اور اس کی تیاری سے بالکل بے خبر و بے فکر ہے۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا کی ہر ایک قسم کی بیماری اور بڑی سے بڑی مصیبت موت کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے مگر روحانی بیماریاں ساتھ جاتی ہیں اگر انسان کے ساتھ نیک اعمال ہیں تو قبر و آخرت کی زندگی آرام دہ ہوگی ورنہ تکلیف دہ ثابت ہوگی۔

اگر یہاں چند روزہ دنیا میں نام پیدا کر لیا۔ اخباروں میں آپ کا چرچا ہونے لگا۔ آپ کی سب لوگ عزت کرنے لگے۔ جھک جھک کر سلام ہونے لگے۔ لیکن آخرت کا سامان تیار نہیں کیا۔ اور یادِ خداوندی سے غافل رہے۔ قرآن و حدیث کی طرف توجہ نہ دی۔ تو آخرت میں بے انتہا تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس وقت کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دنیا میں مسافر کی طرح رہو۔ مقیم بن کر نہ رہو۔ لیکن ہم حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ارشادات کو نظر انداز کر کے دنیا کی لذات و شہوات کے پیچھے لگے ہوئے ہیں ہر وقت دنیا دنیا کا ورد زبان پر جاری ہے۔

ہمارے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں باقی سب چیزیں سکھائی جاتی ہیں۔ سب علوم پڑھائے جاتے ہیں۔ سب کچھ بتایا جاتا ہے۔ لیکن خدا کا بندہ بنانے کا کوئی سلسلہ نہیں قرآن و حدیث کے علوم سے ان کو بہرہ ور نہیں کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہم سب کو آخرت کے لئے زیادہ کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائے دنیا کی محبت نکال کر آخرت کے سنوارنے کا خیال دل میں پیدا فرمائے اور ہماری محنتوں کو قبول فرما کر ذریعۂ نجات بنائے (آمین)

بقیہ:- جمعہ خطبہ

حضورؐ نے یہ بھی فرمایا ہے مسلمانوں پر مسلمانوں کی جان و مال آبرو سب حرام ہے مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں نہ کوئی کسی پر ظلم کرے اور رسوا کرے اور نہ حقیر جانے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچا مسلمان بنائے اور ہمارے وجود سے صحیح اسلامی معاشرے کی تشکیل عمل میں آئے تاکہ دنیا محمد مصطفےٰ کے غلاموں کو دیکھ کر سبق حاصل کرے

خطبہ یوم الجمعہ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ ۱۴ ستمبر ۱۹۶۲ء

اسلامی معاشرہ

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ

بزرگانِ محترم! آج جب کہ ہر شخص آزادی کی دوڑ میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے پر تلا بیٹھا ہے۔ نئی تہذیب، نیا تمدن اور نیا معاشرہ جنم لے رہا ہے۔ گفتار کردار اور اخلاق و اطوار یکسر تبدیل ہو چکے ہیں۔ طرح طرح کے فتنوں سے دوچار ہو کر لوگ گمراہی کا شکار ہو رہے ہیں۔ اسلامی اقدار اور شعائرِ اسلامی کا احترام دلوں سے اٹھ رہا ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا کسی کو خیال نہیں اسلامی تہذیب و معاشرت سسک سسک کر دم توڑتی نظر آتی ہے۔ اور بے حیائی ثقافت کے نام پر پرورش پا رہی ہے۔ ضروری ہے کہ علمائے کرام، صوفیائے عظام اور عامۃ المسلمین اسلامی اقدار کی حفاظت اور دینِ حق کی تبلیغ و اشاعت کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا کر میدانِ عمل میں نکلیں۔ اور باطل کا منہ پھیر کر رکھ دیں۔

اس سلسلہ میں وقت کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ہم اپنی زندگیوں کو اسلامی سانچے میں ڈھالیں۔ اخلاق اطوار میں سنتِ نبویؐ کا اتباع کریں، اسلامی تہذیب و تمدن کو اپنائیں اور صحیح اسلامی معاشرے کی داغ بیل ڈالیں۔

یاد رکھئے اسلام نے مختصر سی مدت میں اگر عرب کے وحشیوں کو انسان بنایا ناچیز ذروں کو جواہر ریزوں میں تبدیل کیا۔ قطروں کو ملا کر دریا بنایا، بدوؤں اور جنگلیوں کو مہذب و متمدن اقوام کا استاد بنا دیا، ان کی ذلیل معاشرت اور بغض و عناد کی بھٹی میں سلگتے اور آگ سے بھرے ہوئے گھروں کو رشکِ جنت بنا دیا۔ مردوں کو خدا پرست عورتوں کو اللہ والیاں اور اولاد کو صالح بنا دیا یہ اس کی تعلیم کا وہ شاندار کارنامہ ہے جس کی نظیر تاریخِ عالم پیش کرنے سے عاجز ہے۔

محترم حضرات!

چونکہ اس سچی مذہبیت اور پاکیزہ تمدن کا عمل سب سے پہلے گھر سے شروع ہوا تھا۔ اور اس نے اجتماعِ افراد کو مفاسد و خباثت سے پاک و صاف کر کے ایک ایسا معاشرہ ترتیب دیا تھا کہ جس کی نظیر روئے ہستی پر ناپید ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اب اسی معاشرت کو زندہ کیا جائے۔ چنانچہ آج کی صحبت میں مجھے اسی موضوع پر اپنی معروضات پیش کرنا ہیں اور عرض کرنا ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں میل جول رکھنے، رہنے سہنے، ماں باپ میاں بیوی، بال بچوں، ہمسایوں اور دوستوں کے ساتھ زندگی گزارنے کا کیا طریق اختیار کرنا چاہیئے۔ تاکہ صحیح اسلامی معاشرہ کی تشکیل ہو سکے۔

اس سلسلے میں سب سے مقدم شئے ماں باپ کی خدمت و عزت ہے۔ اور اگرچہ تمام بڑے بڑے مذاہب نے والدین کی خدمت و اطاعت پر زور دیا ہے۔ لیکن قرآنِ حکیم نے جو اسلوبِ بیان اختیار کیا ہے اس کا جواب نہیں ملتا۔ عقیدۂ توحید کے ساتھ ہی والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید کر کے قرآنِ عزیز نے اسے حسنِ اخلاق سے بڑھا کر مذہبی احکام کا تقدس دے دیا ہے۔

والدین کا ادب احترام

ارشاد ربانی ہے:-

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا -

اور اللہ کی بندگی کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔

اب اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ کے بعد ماں باپ کا حق مقدم ہے جس نے ان کے حق کو ادا نہ کیا وہ خدا کے حق کو بھی ادا نہ کر سکے گا۔ سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا:-

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۔۔۔ تا ۔۔۔ رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ○ (بنی اسرائیل)

ترجمہ: اور تیرا رب فیصلہ کر چکا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں۔ تو انھیں اُف بھی نہ کہو۔ اور نہ انھیں جھڑکو اور ان سے ادب سے بات کرو۔ اور ان کے سامنے شفقت سے عاجزی سے جھکے رہو۔ اور کہو اے میرے رب جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے۔ اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔

غور کیجیئے کہ خداوند قدوس فرزندانِ اسلام کو کیا تعلیم کر رہا ہے۔ اور کن دلنشین الفاظ میں کر رہا ہے کہ اپنے بعد ماں باپ کا ذکر کیا ہے۔ پھر صاف ہدایت ہے کہ جھڑکنا تو ایک طرف ان کے سامنے اُف کرنے کی بھی اجازت نہیں۔ حدیث میں ہے کہ وہ شخص خاک میں مل گیا جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے میں پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کی۔ ایک حدیث میں فرمایا۔ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ اور والدین کے ساتھ بھلائی کرنا یہ ہے کہ زندگی میں ان کی جان و مال سے خدمت اور دل سے تعظیم و محبت کرے۔ مرنے کے بعد ان کا جنازہ پڑھے۔ ان کے لیے دعاو استغفار اور ایصال ثواب کرے۔ ان کے عہد طاقت کے مطابق پورے کرے۔ ان کے دوستوں کے ساتھ تعظیم و حسنِ سلوک سے پیش آئے اور ان کے اقارب سے صلۂ رحمی کا حق ادا کرے۔

اب عیسائیوں کو دیکھیئے کہ باپ غفلت کرے تو قانون اسے پکڑ سکتا ہے لیکن اولاد پر کوئی پابندی نہیں کہ وہ ان کے ساتھ سلوک کرے۔ اسے اختیار ہے کہ وہ بطور خیرات سلوک کر دے تو کر دے پابندی اس پر کوئی نہیں ہے۔ اسی طرح دیگر مذاہب کا حال ہے مگر اسلام نے والدین کی شفقت و خدمات کے پیشِ نظر انھیں بالکل مختار رکھا ہے اور اس سے بھی بڑھ کر باپ کے دوستوں تک سے سلوک کو بھی بہت بڑی نیکی بتایا ہے۔ اور والدین کی خدمت و اطاعت میں کوتاہی اور ادنےٰ غفلت کو بھی اعمال کے ضائع ہونے کا سبب ٹھہرا دیا ہے۔ کس قدر شاندار تعلیم ہے۔ اسلام اور ہادیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی!

زن و شو کے تعلقات

والدین کے تعلق کے بعد سب سے

بڑا تعلق زن و شو کا تعلق ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے لئے راحت و آرام کا باعث ہیں۔ اور دونوں ہی ایک دوسرے کیلئے وقف ہیں اور اگرچہ روحانیات یعنی قربِ حق یادِ خدا اور حسنِ عمل کے لحاظ سے مرد و عورت کی حیثیت بالکل مساوی ہے نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور حج اور ساری عبادتیں جس طرح اور جس پیمانے پر مرد کی قبول ہو سکتی ہیں وہی ساری راہیں عورت کے لئے بھی کھلی ہوئی ہیں لیکن مرد و زن کی یہ مساوات دنیوی معاملات اور انتظامی حیثیت سے قائم نہیں رہ سکتی آپ دیکھتے ہیں باپ اور بیٹا انسان یا بندہ ہونے کی حیثیت سے بالکل ایک ہیں اللہ کے ہاں اعمال کی مقبولیت کے اعتبار سے دونوں برابر ہیں لیکن دنیا میں شریعت ہی کا حکم ہے کہ باپ افسر ہو کر رہے اور بیٹا ماتحت ہو کر۔ باپ حکم دے اور بیٹا حکم مانے کیونکہ باپ کو افضلیت حاصل ہے اور وہ بیٹے کی ضروریاتِ زندگی کا کفیل ہے شوہر کی ذمہ داریاں چونکہ نسبتاً بہت زیادہ ہوتی ہیں معاش کے لئے اسے محنتیں اور جانکاہیاں زیادہ کرنا پڑتی ہیں خوراک و پوشاک، ضروریات زندگی امور خانہ داری اور نان و نفقہ اس کی ذمہداری ہے اور عقل و فہم بھی زیادہ رکھتا ہے اس لئے اسے گھر کی صدارت چند اہم قیود و شرائط کے ساتھ سپرد کر دی گئی اور کچھ اختیارات بھی عطا کر دیئے گئے کہ اصلاح و انتظام ہوتا رہے

چنانچہ ارشاد باری ہے !۔

الرجال قوامون تا علیاً کبیرا (سورۃ النساء پ۵ آیت ۳۴)

ترجمہ:۔ مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس واسطے کہ اللہ نے ایک کو ایک پر فضیلت دی ہے اور اس واسطے کہ انہوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں۔ پھر جو عورتیں نیک ہیں وہ تابعدار ہیں مردوں کی پیٹھ پیچھے اللہ کی نگرانی میں ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں اور جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا خطرہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور سونے میں جدا کر دو اور مارو پھر اگر تمہارا کہا مان جائیں تو پھر ان پر الزام لگانے کے لئے بہانے مت تلاش کرو۔ بے شک اللہ سب سے اوپر بڑا ہے۔

گویہ آیت باہمی سلوک و عمل کے لئے بالکل واضح ہے تاہم عورت کی خلقی کمزوری اور ایک گونہ بے اختیاری کی بنا پر ظالم مردوں کے قہر و ظلم کے روکنے کے لئے یہ احکام بھی صادر کر دیئے عورتوں کو نقصان نہ پہنچاؤ تنگ نہ کرو ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ (وعاشروھن بالمعروف) رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے خیرکم خیرکم لاھلہٖ۔

غور فرمائیے ! مرد کو حسن سلوک کا حکم دیا کہ وہ قوی ہے اور عورتوں کو اطاعت و فرمانبرداری کی ہدایت کی کہ وہ اپنے عقل اور جسمانی نقص کی بنا پر گمراہ نہ ہو جائیں اور مرد انہیں جس نیک کام کی تاکید کرے اس پر کاربند ہوں جس برائی سے روکے اسے ترک کر دیں اور دونوں پوری محبت اور بے تکلفی کے ساتھ شریک زندگی بن کر رہیں ظاہر ہے یہ زندگی بڑی خوشگوار ہو گی۔

اس صورت میں جب میاں بیوی ایک طرف والدین کی خدمت و اطاعت کے جذبے سے سرشار ہوں گے اور دوسری طرف اسلامی زندگی اور باہمی محبت و اطاعت ان کا شیوہ ہو گا تو گھر رشکِ جنت نہ ہو گا تو اور کیا ہو گا! پھر جب انکے اولاد پیدا ہو گی تو ان کا نمونہ ان کے لئے بھی مشعلِ ہدایت بنے گا اسلامی خون اور عشقِ رسول کا جذبہ ان کی رگوں میں دوڑے گا اور اس طرح نسل کی نسل نیک اور لائق ہوتی چلی جائے گی اور محمود غزنوی اور محمد بن قاسم جیسے جانباز پیدا ہوں گے۔

برادرانِ عزیز !

آپ تاریخ عالم کا مطالعہ کیجئے اور رفتار زمانہ پر نظر دوڑایئے تو صاف دکھائی دے گا کہ جن قوموں میں زن و شوہر کے اندر یہ توازن قائم نہیں رکھا گیا وہاں عورت انتہائی نشیب میں نظر آئے گی اور مرد انتہائی بلندی پر۔ عیسائیوں میں عورت کا نام تک مرد کے نام میں جذب ہو جاتا ہے اور اس کی کوئی جداگانہ حیثیت نہیں۔ بائبل میں لکھا ہے" خداوند خدا نے ... عورت سے کہا اپنے خصم کی طرف تیرا شوق ہو گا اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا (پیدائش ۳ : ۱۶) ہندوؤں میں وہ نہ ترکہ کی مستحق ہے نہ وراثت کی اور عورت و مرد میں حاکمانہ و محکومانہ تعلق ہے اسی طرح دیگر مذاہب کا بھی حال ہے۔ قرآن حکیم حق کا کلام ہے اور اس واسطے ہمیشہ حق ہی کہتا ہے اور کلیسائی کونسلوں اور منوسمرتی کی طرح عورت کی تحقیر کا ہرگز قائل نہیں لیکن ساتھ ہی اسے جاہلیت قدیم و جاہلیت جدید کی زن پرستی سے بھی ہمدردی نہیں وہ عورت کو ٹھیک وہی مرتبہ و مقام دیتا ہے جو نظام کائنات میں خالقِ کائنات نے اسے دے رکھا ہے۔ لیکن بُرا ہو مغربی تہذیب و تمدن کا کہ جہاں اس نے ہزار ہا مفاسد و خباثت کو جنم دیا ہے اور جن کے باعث اسلامی تمدن و معاشرت کا جسم مسموم ہوتا اور آوارگی پیدا ہوتی ہے وہیں ایک یہ خیال بھی پیدا ہو گیا ہے کہ اسلام نے عورتوں کو آزادی اور تمدنی حقوق نہیں دیئے۔ بے شک اسلام نے عورتوں کو ایسی آزادی نہیں دی کہ عورت مشترکہ لذت اندوزی کا سرمایہ بن جائے چراغ خانہ کی بجائے شمع انجمن بنے سبھا کی پری بن کر للچائی ہوئی آوارہ نگاہوں کا شکار ہو اور اس کا حسن وقفِ عام ہو جائے اس آوارگی کا اسلام ہرگز متحمل نہیں۔ اسلام نے اصول تمدن کی تعلیم میں ایسے قوانین دیئے ہیں جن سے عملی طور پر عورتوں کے ہر قسم کے حقوق کی کامل حفاظت ہو جاتی ہے جو حقوق اسلام نے عورتوں کو دیئے ہیں وہ ایسے اعلیٰ اور اس قدر کثیر ہیں کہ دیگر مذاہب انکی پاسنگ کے برابر نہیں۔ درحقیقت اگر دیکھا جائے تو عورت کی حیثیت، اس کی عزت اور اس کے حقوق صرف مذہب اسلام ہی نے دنیا میں آکر قائم کئے ہیں ورنہ اسلام سے پہلے تو عورت پستی و ذلت اور نفرت و حقارت کے عمیق گڑھوں میں گری ہوئی تھی۔

خاندانی تعلقات

تیسرا اہم معاشرتی تعلق خاندانی ہے

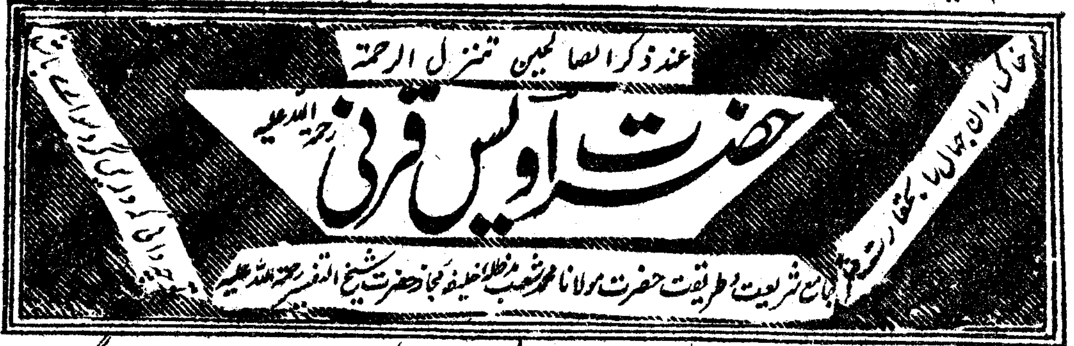
اس اعتبار سے بھی کوئی مذہب اسلام کا میل نہیں۔ ہندومت اور عیسائیت دونوں مذاہب نے کنبہ والوں کے کوئی حقوق معیّن نہیں کئے

لیکن قرآن عزیز برملا کہتا ہے وبالوالدین احساناً وبذی القربیٰ۔ ماں باپ اور رشتہ داروں سے احسان کرتے رہو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرما دیا ہے کہ جو اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق کرے گا لازماً دوزخی ہو گا۔ زکوٰۃ کے سلسلے میں یہ حکم دیا کہ اگرچہ عزیز اور رشتہ دار کیسے ہی مخالف و معاند ہوں مگر ان کے ساتھ سلوک برابر کرتے رہو اور ان کے حقوق کا برابر خیال رکھو۔

پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک

ان تعلقات کے بعد پڑوسیوں کے حقوق ہیں جن میں قرابتدار بھی ہیں اور غیر قرابتدار بھی دوست ہیں ہم صحبت ہیں، غریب ہیں لونڈی غلام ہیں یا جو کوئی بھی ہیں ان کے ساتھ بھی حسن سلوک اور شریفانہ برتاؤ کا حکم دیا

واعبدوا اللہ تا مختالاً فخورا



فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ مجھے ایک روز حضور (فداہ ابی و امی) صلے اللہ علیہ وسلم نے بلاکر فرمایا۔ تمہارے پاس یمن کے قافلوں میں ایک شخص آوے گا جس کا نام اویس ہوگا۔ باپ کا نام عامر جوکہ مراد اور قرن کے قبیلہ سے ہوگا اسے پہلے کوڑھ کا مرض تھا۔ جوکہ اس کی اپنی دعا سے رفع ہوگیا ہے۔ ہاں ایک دھبہ نشان کے طور پہ باقی ہے وہ صرف ایک والدہ کو پیچھے چھوڑ کر آوے گا۔ جس کی وہ نہایت خدمت کررہا ہے۔ اگر تم کو ملے تو اس سے دعا کرانا۔

حضرت فاروق اعظم نے فرمایا۔ کہ میں نے ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک میں ہی تلاش کیا۔ مگر نہ مل سکے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ میں بھی باوجود کوشش کے کامیاب نہ ہوا۔ تا آنکہ میری خلافت شروع ہوئی اور یمن سے قافلے آنے لگے۔ میں ہر قافلہ سے پوچھتا۔ آخر "جوئندہ یابندہ" ایک دن ایک قافلہ یمن سے آیا۔ جس میں حضرت اویس قرنی بھی تھے۔ پوچھتے پوچھتے مل گئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات دیکھے۔ صحیح پائے گئے۔ دعا کی طلب کی۔ پہلے تو انکار فرمایا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنایا۔ تو دعا فرمائی۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا اب کہاں کا ارادہ ہے۔ فرمایا کوفہ جاؤں گا۔ فرمایا وہاں کے گورنر سے لکھ دوں کہ آپ کا کوئی وظیفہ مقرر کر دے؟ حضرت اویسؒ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا مجھے غریبوں سے انس ہے۔ اور انہی میں رہنا چاہتا ہوں آخر چلے گئے۔ دوسرے سال حج کے لیئے وہاں سے بعض لوگ آئے۔ حضرت عمرؓ نے ایک سے حضرت اویسؒ قرنی کا حال پوچھا۔ تو اس نے کہا نہ اس کا مکان۔ نہ کچھ سامان ہے (یعنی نہایت ناقص حالت سے) حضرت عمرؓ نے اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد متعلق حضرت اویسؒ قرنی سنایا۔ (جوکہ ابتدائی سطور میں مذکور ہے) پھر تو وہ صاحب بھی واپس ہوکر طالب دعا ہوئے۔ مگر حضرت اویسؒ قرنی فرمانے لگے بھائی تم ایک مبارک سفر سے آرہے ہو تم دعا میرے لیئے کرو۔ انہوں نے پھر اصرار کیا۔ فرمانے لگے۔ کیا حضرت عمرؓ سے ملاقات ہوئی ہے۔ کہا ہاں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پڑھ کر سنائی۔ حضرت اویسؒ نے دعا فرمائی۔ پھر تو ایسی شہرت ہوئی۔ کہ لوگ جوق درجوق آنے لگے۔ حضرت اویسؒ شہرت سے بچنے کے لیے وہاں سے کسی نامعلوم مقام پر چلے گئے۔

(ریاض الصالحین بحوالۂ مسلم شریف و مظاہر حق)

نتائج

اب ہم آپ کے سامنے اس واقعہ سے سبق آموز نتائج اخذ کرکے مختصراً ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ اپنے سے کم درجہ والے سے بھی دعا کی طلب مسنون ہے۔ کجا فاروق اعظمؓ کی جلالتِ شان اور کجا اویس قرنی رحؒ مگر باوجود اس کے حضرت عمرؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا منگوانے کی تاکید فرماتے ہیں۔ بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت عمرؓ کو ارشاد فرمایا۔

لَا تَنْسَنَا يَا اُخَیَّ فِیْ دُعَائِکَ

ترجمہ:۔ عزیز بھائی ہمیں اپنی دعا میں نہ بھلانا۔

۲۔ ڈاکٹر اور حکیم جن امراض کو لاعلاج کہیں۔ وہ اللہ والوں کی ایک نگاہ اور قلب کی ایک توجہ سے آناً فاناً کافور ہو جاتے ہیں۔ دیکھئے کوڑھ اور مادر زاد اندھاپن لاعلاج امراض سے ہیں۔ مگر حضرت عیسٰی علیہ السلام کا مشہور معجزہ ہے۔ کہ ان کی دعاؤں اور توجہات کے صدقہ یہ امراض رفع ہو جاتے تھے۔ جس کا ذکر قرآن کریم میں بھی آیا ہے۔ حضرت اویسؓ قرنی کی کرامت بھی اسی قبیل سے ہے۔

۳۔ اللہ والوں کی نظر دل میں دنیا کی کوئی حقیقت نہیں۔ نہ سیم و زر کی طلب ہے نہ کوشش۔ دیکھئے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ حضرت اویسؒ قرنی کا وظیفہ لگانا چاہتے ہیں۔ مگر وہ قبول نہیں فرماتے۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا بلقیس کے شاہانہ تحائف کا رد تو قرآن کریم نے بھی بیان کیا ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے۔ مَالِیْ وَلِلدُّنْیَا

ترجمہ:۔ مجھے دنیا کی کیا ضرورت؟

۴۔ عوام نے کبھی اہل اللہ کو نہیں پہچانا اسی لیے جب حضرت عمرؓ نے اویس قرنیؒ کے گاؤں کے ایک آدمی سے ان کے متعلق پوچھا تو اس نے حقارت آمیز لہجہ میں جواب دیا۔

۵۔ عوام نے ہمیشہ اللہ والوں سے دنیاوی حاجات کی برآری کی دعائیں کرائیں اور قلبی نسخہ کبھی کسی نے نہ پوچھا۔ الاّ ماشاء اللہ۔

۶۔ اہل اللہ نے کبھی اپنی شہرت طلب نہیں کی۔ بلکہ جب کبھی خود بخود وہ مشہور ہوئے تو اس سے گریز کیا یا روپوش ہو گئے۔ حضرت علیہ الرحمۃ بلھے شاہ کا یہ شعر کبھی کبھی پڑھتے تھے۔ ؎

چل او ئے بلھیا اوتھے چلئے جتھے رہندے انھے
نہ کوئی ساڈی ذات پچھانے نہ کوئی سانوں منّے

حق تعالےٰ کرے کہ ہم اللہ والوں کو پہچانیں۔ اور ان سے قلبی امراض کا نسخہ پوچھیں اور ان سے دعا کے طالب رہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

آفتاب نبوّت

جامع شریعت وطریقت حضرت مولانا بشیر احمد پشاوری

خلاصہ

اس پیشین گوئی میں آنے والے نبی کی آٹھ علامتیں مذکور تھیں جو سب کی سب آنحضرتؐ کے اندر موجود ہیں۔ لہٰذا ثابت ہُوا کہ آپؐ وہی نبیؐ ہیں جن کے متعلق یسعیاہ نبی نے فرمایا تھا۔

ساتویں پیشین گوئی

حبقوق نبی کی شہادت دربارۂ نبوت

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اور وہ جو قدّوس۔ کوہ فاران سے آیا ہے۔ اس کی شوکتؐ سے آسمان چھپ گیا اور زمین اسؐ کی حمد سے معمور ہوگئی اس کی جگمگاہٹؐ نور کی مانند تھی۔ وہ کھڑا ہوُا۔ اور اسؐ نے زمین کو لرزا دیا۔ اس نے نگاہ کی اور قوموںؐ کو پراگندہ کردیا اور قدیم پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگئے اور پرانی پہاڑیاں اس کے آگے دھسی گئیں حبقوق نبی کی کتاب صفحہ ۱۴۱۳ باب ۳ آیت ۳۔۴۔۵۔۶) اس پیشین گوئی میں جو علامتیں مذکور ہیں، وہ سب حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتی ہیں۔

تشریح

۱۔ مکہ معظمہ میں فاران ایک پہاڑ ہے۔ جس پر حضرت ابراہیم علیہ السّلام اپنی بیوی اور اپنے لڑکے کو چھوڑ گئے تھے اور اس کے بعد وہاں مکہ اور بیت اللہ کی بنیاد قائم کی گئی اور اس مبارک مقام پہ آنحضرتؐ کا آفتاب رسالت جلوہ افروز ہوُا۔ اور انوار نبوّت کی شعاعوں سے کوہ فاران بلکہ تمام روئے زمین منور ہوگئی۔

۲۔ جناب کی عظمت اور شوکت کا ڈنکا آسمانوں پر بجنے لگا۔ تمام فرشتے مامور بالصلوٰۃ یعنی ثنا خوانِ آں برگزیدۂ کائنات ہوئے

۳۔ حضرت نبی عربی (صلعم) کا اسم گرامی محمدؐ اور محمود بھی ہے جس کا معنی ہے بہت حمد وثنا کیا ہوُا۔ دنیا کے اندر کوئی ملک اور علاقہ اور ضلع اور شہر اور گاؤں ایسا نہیں جس میں حضورؐ کی تعریف نہ کی جاتی ہو۔ انگلستان، ترکستان وغیرہ ممالک اور جزائر میں خواص اور عوام کی مجالس میں بکثرت آپ کا ذکر مبارک کیا جاتا ہے۔ اہل اسلام کے علاوہ غیر مسلم فاضلوں نے بھی اپنی معتبر تصانیف میں آپ کے کمال کا اعتراف کیا ہے۔ اور جناب کے اوصاف حمیدہ کا ذکر کیا ہے چند حوالے بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر اسپرنگر اپنی کتاب سیرۃ محمدی میں کہتے ہیں۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیز فہم اور نہایت مرتبہ کے عالی نظر تھے۔ صائب الراء اور عالی مذاق تھے۔ ان کے خیال میں ہر وقت خدا تعالیٰ کا تصوّر رہتا تھا۔ ان کو نکلتے ہوئے آفتاب اور برستے ہوئے پانی اور اگتی ہوئی روئیدگی میں خدا ہی کی یہ قدرت نظر آتی تھی۔ رعد اور آواز آب نغمۂ طیور میں حمد الٰہی اور خدا ہی کی آواز سنائی دیتی تھی۔ ردمن صاحب اپنی کتاب تذکرۂ عیسیٰؑ باب پنجم میں لکھتے ہیں۔ کہ "حضرت موسیٰ اور حضرت محمدؐ (صلعم) فقط صاحب علم ہی نہ تھے۔ بلکہ صاحب عمل بھی تھے۔ اور ان دونوں پیغمبروں نے اپنے اہل وطن اور معاصرین کو عملی تاکید کی۔ پس یہی وجہ ہے کہ انکی اُمّت میں انسانیت اور مروّت ہے اس مضمون کی شہادتیں مولانا اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی نے اپنی کتاب حجت الاسلام (باب چہارم صفحہ ۱۳۷ تا ۱۴۵) میں بیان فرمائی ہیں۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

۴۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اقدس مجسّم نور تھا اور قرآن مجید میں آتا ہے۔ لَقَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ترجمہ یقیناً اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور (حضرت محمد صلعم) اور قرآن مجید آیا ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے چودھویں کے چاند اور آپؐ کے مبارک چہرہ کی طرف دیکھ کر دونوں کا مقابلہ کیا۔ تو آنحضرتؐ کا مبارک چہرہ زیادہ نورانی اور روشن نظر آتا تھا۔

ترمذی شریف۔ پس اب ثابت ہوُا کہ آپ نور تھے۔

۵۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑے رعب والے تھے۔ مولانا حالی فرماتے ہیں:۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی
عرب کی زمین جس نے ساری ہلا دی

حضورؐ نے اپنی شجاعت اور بہادری کے ذریعے سے تئیس ۲۳ برس کے قلیل عرصہ میں وہ کمال حاصل کیا۔ جو گزشتہ زمانہ میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت نوحؑ جیسے پیغمبر سینکڑوں برس کی عمر میں حاصل نہ فرما سکے۔

۶۔ آپ نے اپنی نگاہ مبارک سے قوموں کو پراگندہ کیا۔ جیسا کہ جنگ بدر جنگ اُحد وغیرہ کے واقعات سے ظاہر ہے۔ اور ہزاروں تشنگان توحید کو دریائے معرفت سے سیراب کیا۔

۷۔ ۸۔ پہاڑ اور پہاڑیوں سے بڑی سلطنتیں اور چھوٹی چھوٹی ریاستیں مراد ہیں۔ جو بہت قدیم زمانے سے شان و شوکت کے ساتھ چلی آتی تھیں۔ جناب کے تشریف لانے کے بعد تمام حکومتیں یکے بعد دیگرے قلیل عرصہ میں مٹ گئیں اور سب پر اہل اسلام کا قبضہ ہوُا۔ جیسا کہ کتب تواریخ سے ظاہر ہے۔

آٹھویں پیشین گوئی

یعنی

سیّدنا حضرت سلیمانؑ کی شہادت

متعلق

تشریف آوری شہنشاہ عرب

غزل الغزلات باب ۵۔ آیت ۱۰ تا ۱۶

میرا محبوبؐ سرخ وسفید ہے ۲۔ دس ہزار آدمیوں کے درمیان وہ جھنڈے کی مانند کھڑا ہوتا ہے اس کی زلفیں پیچ در پیچ ہیں۔ اور کوّے کی سی کالی ہیں۔

۱۔ آنحضرت صلعم کا رنگ مبارک سرخ سفید تھا۔ تحفہ رسولیہ میں علامہ قصوری فرماتے ہیں ع رنگ نبی سرخ وسپید آمدہ

یعنی جنابؐ کا رنگ سرخ و سپید تھا حضرت امام غزالیؒ احیاء العلوم ج ۲ صفحہ ۳۴۰ میں فرماتے ہیں وَکَانَ مُحَمَّدًا ترجمہ: جناب کا رنگ مبارک سرخ و سفید تھا ۲۔ جس وقت سردار دوعالم شہنشاہِ عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے لئے سنہ ہجری رمضان مبارک میں داخل مکّہ ہوئے تو فوج محمدیؐ کی تعداد دس ہزار تھی۔ شہادت کے لئے دو حوالے دیئے جاتے ہیں:۔

ابوسفیان، مکّہ میں داخل ہوُا ہی تھا۔ کہ آنحضرتؐ نے دس ہزار سے مکّہ پر چڑھائی کی۔ سوانح حضرت محمدؐ مع حالات صحابہؓ جلد (۱) صفحہ ۳۶ مطبوعہ ستارۂ ہند آگرہ ۱۳۱۶ھ۔

۱۷۔ رمضان کو صاف طور پر اعلان جنگ کردیا گیا۔ چنانچہ بہت جلد دس ہزار آدمیوں کا لشکر آپ کے زیر رکاب ہوگیا۔ اور آپ نے اس لشکر کے ساتھ مکّہ کی طرف کوچ

(باقی صفحہ ۱۱)

ایک مفسر قرآن — ایک ولی زمان (۳)

چوہدری محمد یوسف ایم۔ اے

اس میں کوئی شک نہیں کہ فرنگی قصر اقتدار کی بنیادیں ہل چکی ہیں مغربی جاہ و جلال آخری ہچکیاں لے رہا ہے۔ زندگی کے آخری سانس گن رہا ہے گویا فرنگی راج عروج گم گشتہ کی ایک صدائے بازگشت بن کر رہ گیا ہے۔ لیکن بایں ہمہ مجھے یہ باور کرنے میں قطعاً کوئی تامل نہیں، کہ ہمارے معاشرے کی رگوں اور شریانوں میں فرنگی تہذیب و تمدن کا لہو جاری و ساری ہے۔ ہمارے تمدنی میلانات مذہبی رجحانات، سیاسی محسوسات اور سماجی و معاشرتی اقدامات یورپین کلچر کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں۔ مختصر یہ کہ مغربی تمدن ہی ہمارے اندازِ تفکر کا شارح بن کر رہ گیا ہے۔ اسی نکتہ کی صراحت بیان فرماتے ہوئے حکیم الامت فرماتے ہیں ؎

مشرق کے خداوند سفیدانِ فرنگی
مغرب کے خداوند درخشندہ فلزات
یورپ میں بہت روشنیٔ علم و ہنر ہے
حق یہ ہے کہ بے چشمۂ حیواں ہے یہ ظلمات
یہ علم یہ حکمت یہ تدبر یہ حکومت
پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات
بیکاری و عریانی و میخواری و افلاس
کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کے فتوحات

یہی وہ محرکات ہیں جن کی کوکھ سے مذہب سے بیگانگی۔ بے ربطی اور بے تعلقی نے جنم لیا۔ آج تقریباً ہر پیر و جواں اور خورد و کلاں دینِ مصطفوی کی حقیقتوں سے ناآشنا نظر آتا ہے۔ سکولوں اور کالجوں کی رنگین فضائیں مغربیت سے بوجھل دکھائی دیتی ہیں۔ یہاں کلچر اور ثقافت کے نام پر مشرقی تہذیب و تمدن کا خون ہو رہا ہے۔ جہاں تک دینی مدارس کا تعلق ہے یہاں آپ کو ایسے لوگوں کی اکثریت نظر آئے گی۔ جو بے یار و مددگار ہیں جن کا کوئی پرسانِ حال نہیں جن کے اترے ہوئے مرجھائے ہوئے چہرے گردشِ لیل و نہار کا مرثیہ پڑھتے ہیں جن کے الجھے ہوئے بکھرے ہوئے بالوں کا دھواں ناسازگاریٔ حالات کا پتہ دیتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس کے باوجود بھی ان کا ذوق و وجدان انہیں شاہ راہِ اسلام پر گامزن کئے ہوئے ہے اور عسرت و افلاس ان کے پائے استقلال میں لغزش پیدا کرنے میں ناکام ثابت ہوئے اس لحاظ سے ان حضرات کا وجود قابل صد احترام ہے۔ کہ انہوں نے مروجہ مغربیت کو ٹھکرا کر دین اسلام کی آغوش میں پناہ لے لی ہے۔ بالخصوص اس دور میں جبکہ ہر سو مغربیت کا دور دورہ ہے اور عوام کی حالت یہ ہے کہ وہ قرآن اور اس کی تعلیمات سے کورے ہیں۔ آپ یہ سن کر حیران و ششدر رہ جائیں گے کہ ہماری قوم کے بچے "قرآن" کے نام سے ہی ناآشنا ہیں۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ آج سے تقریباً چار سال قبل میں راولپنڈی کے ایک معزز ٹھیکیدار کے مکان میں کرایہ دار کی حیثیت سے قیام پذیر تھا اس ٹھیکیدار کا ایک نوعمر لڑکا تھا جو کسی مقامی سکول میں آٹھویں جماعت کا طالب علم تھا۔ ایک روز میں نے اس لڑکے سے کہا کہ ذرا گھر سے قرآن پاک لادو۔ میں یہ سن کر ورطۂ حیرت میں ڈوب گیا۔ جب کہ اس نے قرآن پاک کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا یقیناً ہر ذی ہوش کو یہ بات سن کر تعجب ہوگا۔ ایک مسلمان باپ کا مسلمان بیٹا قرآن پاک جیسی افضل ترین کتاب کے نام تک سے واقف نہیں، لیکن تجربات اور مشاہدات اس قسم کے ان گنت واقعات و حوادث کے حافظ و قاری ہیں، قوم کے ان نونہالوں سے آپ فلمی گیت سن سکتے ہیں لیکن اگر قرآن پاک کی کسی آیۂ پاک کی تلاوت کا مطالبہ کریں۔ تو سخت مایوسی اور ناامیدی سے دوچار ہونا پڑے گا۔ ہمارے محلے کی ایک خاتون نے بتایا کہ اس نے اپنی کمسن بچی کو بسم اللہ یاد کرانے کے لئے تین دن صرف کر دیئے۔ لیکن ناکامی ہوئی۔ اور جب اسی بچی کے بڑے بھائی نے اسے فلمی گیت ذہن نشین کرانے کی کوشش کی۔ تو صرف چند لمحات کی کوشش بار آور ہوگئی۔ یہ حال ہے ہماری قوم کے نونہالوں کا — اب ذرا نوجوانوں کے مذہبی میلانات و رجحانات کا اندازہ ذیل کے واقعہ سے لگائیں۔ ہوا یوں کہ گزشتہ سال مجھے راولپنڈی کے ایک پروفیسر کے ہمراہ کسی تقریب میں شمولیت کی غرض سے جانے کا اتفاق ہوا۔ راستے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مسجد کے زیر سایہ کچھ لوگ چند ایک نوجوانوں سے طہارت آمیز باتوں میں مصروف ہیں۔

اغلباً یہ تبلیغی جماعت کے کارکن تھے۔ ان کے چہروں پر حجاب و متانت کا نور لوریاں لے رہا تھا۔ ان کی نرم گوئی قلوب کو مسخر کرنے میں تلوار کی تیز دھار کا کام دے رہی تھی۔ ان کے میٹھے میٹھے بول دلوں میں سوز و گداز کی ایک ہیجانی کیفیت بپا کرنے میں ممد و معاون ثابت ہو رہے تھے۔ انکی خلوص و صداقت سے لبریز باتوں نے ہر ایک کا دل موہ لیا تھا۔ یقیناً متذکرہ نوجوان بھی ان پرہیزگاروں کی امرت بھری باتوں سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اس تاثر سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک مبلغ ایک نوجوان کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے اسے مسجد کی جانب نماز کی ادائیگی کے لئے لے جانے لگا۔ یہ دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ کہ شرمندگی اور ندامت سے اس کی گردن جھکی جا رہی تھی اور اس کے ماتھے کی سلوٹوں میں شرم و حیا کی سرخی جذب ہو رہی تھی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی لفنگا اور شہدا کسی پاکدامن کو ایک ایسے بازار میں لے جا رہا ہو جہاں راتیں جاگتی ہیں اور دن سوتے ہیں۔ ایک زمانہ وہ تھا جب کہ سترہ سالہ جوان رعنا کفر کا کلیجہ پھاڑ کر فاتح سندھ کے نام سے موسوم ہوا۔ اور تاریخ آج بھی اسے فاتح سندھ کے نام سے یاد کرنے میں فخر محسوس کرتی ہے۔ اب حالت یہ ہے کہ ہمارے نوجوان اسلامی روایات کے شاندار ماضی کو اس طرح بھلا چکے ہیں۔ کہ گویا اب یہ ایک قصۂ پارینہ اور داستان موہومہ کے سوا کچھ بھی نہیں، نوجوانانِ اسلام کی اس بے نیازی اور بے راہروی سے حکیم مشرق کا دل ڈول گیا۔ چنانچہ اپنے وطن کے نوجوانوں سے یوں مخاطب ہیں ؎

ترے صوفے ہیں افرنگی ترے قالیں ہیں ایرانی
لہو مجھ کو رلاتی ہے جوانوں کی تن آسانی!
امارت کیا شکوہِ خسروی بھی ہو تو کیا حاصل
نہ زورِ حیدری تجھ میں نہ استغنائے سلمانی
نہ ڈھونڈ اس چیز کو تہذیب حاضر کی تجلی میں
کہ پایا میں نے استغنا میں معراجِ سلیمانی

اب جب کہ نوجوانوں کی بات چل نکلی ہے۔ مناسب ہوگا کہ بوڑھوں کا ذکر خیر بھی ہو جائے۔ چنانچہ لگے ہاتھوں ایک بوڑھے کی روئیداد بھی سن لیں۔ اس روئداد کا پس منظر یہ ہے۔ کہ ایک شام مجھے ایک مسجد میں نماز مغرب کی ادائیگی کے لئے جانا پڑا۔ اتفاق سے اس روز امام مسجد بروقت نہ پہنچ سکے۔ اس لئے فرائض امامت کی ادائیگی کا مسئلہ درپیش آگیا۔ چنانچہ سب کی نگاہ انتخاب ایک ایسے بوڑھے پر پڑی جو

تقریباً زندگی کی نوے بہاروں کا رس نچوڑ چکا تھا۔ اور اس کے چہرے پر ریش دراز بھلے انتخاب کی داد دے رہی تھی۔ یہ حضرت طوعاً و کرہاً آگے بڑھے اور فرائض امامت ادا ہونے لگے۔ جونہی یہ بزرگ شریف الحمد شریف پڑھ چکے تو نمازیوں سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے۔ کہ حضرات! آگے اپنی اپنی نماز پڑھ لیں۔ میں نے تو ابتداہی میں انکار کر دیا تھا۔ لیکن آپ لوگ خواہ مخواہ تکلفات میں پڑ گئے۔ خیر اب مزید وقت ضائع کئے بغیر اپنی اپنی نمازیں بے تکلفی سے ادا کر لیں۔"

ممکن ہے کہ آپ یہ واقعات پڑھ پڑھ کر تھک گئے ہوں اور اب مزید مطالعہ کا یارانہ ہو۔ تاہم میں قارئین کی خدمت میں مؤدبانہ عرض کروں گا۔ کہ آپ ایک اور واقعہ میری خاطر ضرور سن لیں۔ اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کے بعد کوئی واقعہ پیش نہیں کروں گا۔ آپ کی اجازت رہی کا بہت بہت شکریہ۔

اچھا حضرات گزارش یہ ہے کہ یہ اس زمانے کی بات ہے جب کہ میں دہم جماعت کا طالبعلم تھا۔ لاہور سے تبلیغی جماعت کے کچھ کلمہ گو گوجرانوالہ میں آئے جن کے ہمراہ مجھے گوجرانوالہ کے ایک نواحی گاؤں کھیالی میں تبلیغ اسلام کی غرض سے جانے کا اتفاق ہوا۔ سرِ شام ہم لوگ گردنوں کو خم دے کر گاؤں کی ایک جانب کو نکل گئے۔ راستے میں ہمیں ایک بڑھیا سے سابقہ آپڑا ہم میں سے ایک صاحب اس بڑھیا سے محو گفتگو ہوئے اور دوران گفتگو میں کلمہ اور اس کے ذکر کی افادیت پر روشنی ڈالنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد یہ حضرت اس بڑھیا سے یوں مخاطب ہوئے" اماں جی آپ کلمہ کی بابت بہت کچھ سن چکی ہیں۔ اب ذرا حصول ثواب کی غرض سے کلمہ پڑھ کر سنائیں۔ وہ بڑھیا فوراً کلمہ پڑھنے لگی۔ کیا پڑھنے لگی سنیئے۔ ذرا غور سے سنئے۔ بھول نہ جانا

" لاالہ الااللہ میں محمد پاک رسول اللہ"

ہمارے ساتھی نے جو اس بڑھیا کو صحیح کلمہ سکھانے کی کوشش کی۔ تو اس پر وہ بڑھیا برانگیختہ ہوگئی۔ اور ہم سب کو موٹی موٹی گالیاں دینے لگی۔ جب گالیاں دیتے دیتے تھک چکی تو کہنے لگی۔ کافر کہیں کے بے ایمان کہیں کے۔ ہمارے کلمے خراب کرانے کے لئے شہر سے آگئے ہیں۔ حالانکہ ہمارے آباؤ اجداد یہی کلمہ پڑھتے رہے ہیں۔ ان تصریحات کی روشنی میں یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ ہم لوگ قرآن اور اس کی تعلیمات سے کس قدر بیگانہ ہو گئے ہیں۔ میرے نزدیک مسلمانوں کی مذہب سے یہ بیگانگی انگریزی اثر و نفوذ کا نتیجہ ہے۔ جیساکہ ابتداء میں ہی اس بات کی طرف اشارہ کیا جا چکا ہے ان مغرب زدوں کو آپ لاکھ سمجھائیں کہ قرآن پاک کلام الٰہی ہے اسلام کی اصل اور اساس قرآن پاک ہے۔ ہماری دینوی اور اخروی فلاح و بہبود اسی سے وابستہ ہے۔ یہی وہ قرآن ہے جس کے بارے میں نبیٔ کریم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کے دن قرآن پاک سے زیادہ کوئی شے میری امت کی شفاعت کرنے والی نہ ہوگی۔

لیکن یہ ساری باتیں ان لوگوں کے لئے صدا بصحرا ثابت ہو کر رہ جاتی ہیں جن کے دلوں میں شیکسپیئر شیلے۔ کامرج، ملٹن، ورڈزورتھ سٹیونسن، براؤننگ کی حکمرانی ہے۔ اتنی لمبی چوڑی تمہید سے یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ حضرت شیخ التفسیر اس لحاظ سے بھی انتہائی خوش قسمت واقع ہوئے ہیں کہ انہیں ایام طفولیت میں ہی والدہ نے قرآن پاک پڑھا دیا تھا۔ والدہ بھی وہ کہ جس نے اس گھر کو آباد کیا تھا کہ جس نے کفر کو لتاڑ کر نور اسلام اور حقیقت ایمانی سے ہم آغوشی کا سبق سیکھا تھا۔ ماں اپنے ہونہار بچے کو قرآن پاک کی تعلیم دے رہی ہے۔ حروف قرآن سے آشنا کر رہی ہے۔ یہ نہ جانتے ہوئے کہ یہ بچہ جو آج توتلی زبان میں قرآن پاک کے الفاظ ادا کر رہا ہے۔ کل یہی بچہ انہیں حروف و الفاظ کا شارح ہوگا۔ مفسر ہوگا۔ اور زمانہ اسے مفسر قرآن کا خطاب زیبا عطا کرنے میں فخر محسوس کرے گا۔

بقیہ آفتاب نبوت

کیا۔ اور جناب تمام فوج کے افسر اعلیٰ تھے۔ سوانعمری حضرت محمدؐ صاحب باب ۶ صفحہ ۱۶۰ مصنفہ شردھے پرکاش دیوجی پرچارک براہمو دہرم۔

۳۔ آنحضرتؐ کے بال مبارک سیاہ پیچ درپیچ اور چمکدار تھے۔ سوانعمری حضرت محمدؐ صفحہ ۱۶۰ احیاء العلوم جلد ۲ صفحہ ۳۴۲۔

نانویں پیشین گوئی

یعنی

سیدنا حضرت موسیٰ کی شہادت

درباره تشریف آوری سرکار مدینہ

خداوند سینا سے اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ فاران ہی سے جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا۔ اور اس کے داہنے ہاتھ ایک آتشیں شریعت ان کے لئے تھی۔ (استثنا باب ۳۳۔ آئت ۲)

اس پیشین گوئی میں کوہ سینا سے آنیوالا حضرت موسیٰ نبی ہے اور شعیر سے طلوع ہونے والا حضرت مسیح بن مریم نبی ہے۔ اور فاران پر جلوہ گر ہونے والا حضرت محمدؐ نبی ہے۔ کیونکہ فاران نام ایک پہاڑ ہے، جو مکہ میں واقع ہے۔ جیسا کہ آٹھویں پیشین گوئی میں مذکور ہے۔ چنانچہ آنحضرتؐ کی نبوت سے پہلے کا زمانہ یوں بیان کیا جاتا ہے ؎

نہاں ابر ظلمت میں تھا مہر انور
اندھیرا تھا فاران کی چوٹیوں پر

آپ کے پاس ایک شریعت تھی۔ جس کی کرنوں سے دنیا کا ہر ایک کونہ روشن ہو گیا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلَوَاتِکَ
بِعَدَدِ مَعْلُوْمَاتِکَ وَ بَارِکْ
وَسَلِّمْ عَلَیْہِ

مغفرت کے لئے دعا کی درخواست

جناب حفیظ الرحمٰن قریشی لاہور سے اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت پیر محمد شاہ صاحب اندرابی ۸ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ بروز جمعرات بوقت ساڑھے چار بجے صبح اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

جمیع احباب سے درخواست ہے کہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کریں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

مولانا محمد شفیع صاحب مفتی سابق دار العلوم دیوبند

کید الشیطان عند موت الانسان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ولاسیما علیٰ سیدنا المجتبیٰ ومن بھدیہ اھتدیٰ۔

اما بعد۔ بعض بزرگانِ سلف کے واقعات اور بعض روایات میں موت کے وقت شیطان کے سامنے آنے اور انسان کو اس وقت میں گمراہ کرنے کی کوشش کے حالات پڑھ کر عرصہ ہوا خیال آیا تھا کہ ایک مضمون میں ان روایات کو جمع کیا جائے اور اس دشمنِ جان و ایمان کے پاس سے بچنے کے لئے جو تدبیریں منقول ہیں، لکھی جائیں، مگر پھر مشاغل و ذواہل نے فرصت نہ دی اور یہ ارادہ بھی اپنے بہت سے ارادوں کی طرح خیال کی حد سے آگے نہ بڑھا۔ اتفاقاً ۱۹ر ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ میں میرے عم محترم مولانا محمد نعیم صاحب دیوبندی کی وفات ہوئی۔ اور نزع کے قریب تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک احقر کے سامنے شیطان سے اُن کا مناظرہ ہوتا رہا۔ یہ حیرت انگیز واقعہ آنکھوں نے پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ مرحوم کے غم اور اس عبرت خیز واقعہ نے پُرانا خیال تازہ کر دیا۔ اسی وقت یہ چند اوراق لکھے گئے۔ جن میں اوّل اصل مسئلہ کے متعلق جو کچھ میسّر ہو سکا قلمبند کیا۔ اور پھر مولانا موصوف کے مختصر حالات بھی بغرض عبرت جمع کر دیئے جو پچھلے شمارے میں "نگاہِ باز خواں" کے عنوان سے شائع ہو چکے ہیں جو مسلمان اس مضمون سے فائدہ اٹھائیں اُن سے درخواست ہے کہ احقر ناکارہ اور مرحوم کو بھی دعاؤں میں یاد فرمالیں۔ واللہ الموفق والمستعان

موت کے وقت شیطان کا بہکانا

حدیث میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :—

احضروا امواتکم ولقنوھم لا الٰہ الا اللہ وبشروھم بالجنۃ فان الحلیم من الرجال والنساء یتحیر عند ذالک المصرع وان الشیطان اقرب ما یکون من ابن آدم عند ذالک المصرع الحدیث۔

رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ عن واثلۃ رضی اللہ عنہ وکنز العمال ص۴۸ ج۸

جو مسلمان قریب المرگ ہوں۔ اُن کے پاس رہو اور اُن کو کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کرو۔ اور اُن کو جنت کی بشارت دو۔ کیوں کہ اس سخت وقت میں بڑے بڑے عقل مند مرد و عورت حیران ہو جاتے ہیں اور شیطان اس وقت انسان کے ساتھ سب اوقات سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

احضروا امواتکم و ذکروھم فانھم یرون مالا ترون۔ اخرج ابن ابی الدنیا فی کتاب المحتضر (کنز ص۱۱۱ ج۸)

اپنے قریب المرگ لوگوں کے پاس رہو اور ان کو اللہ کا نام یاد دلاؤ۔ اس لئے کہ وہ ایسی چیزوں کو دیکھتے ہیں جن کو تم نہیں دیکھتے۔

نیز حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشاد میں یہ الفاظ منقول ہیں۔

فانھم یرون و یقال لھم۔ کنز بروایت ابن ابی شیبہ سعید بن منصور فی سننہ (کنز ج۸ ص۱۱۱)

اس لئے کہ وہ کچھ چیزیں دیکھتے ہیں۔ اور ان سے کچھ باتیں کی جاتی ہیں (مراد غالباً یہ ہے کہ شیاطین ان سے گمراہ کرنے والی باتیں کرتے ہیں)

اور حضرت حسن بصری نقل فرماتے ہیں کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت آدم اور حوّا علیہما السلام کو دُنیا میں اتارا تو ساتھ ہی ابلیس بھی خوشی منانے کے لئے اُترا اور کہا کہ جب میں نے ماں باپ کو بہکا لیا تو ان کی اولاد تو ضعیف در ضعیف ہے اُن کا بہکانا کیا مشکل ہے۔ اور یہی ابلیس کا گمان تھا جس کے متعلق ارشادِ خداوندی ہے۔

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَیْھِمْ اِبْلِیْسُ ظَنَّہٗ فَاتَّبَعُوْہُ اِلَّا فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

بے شک ابلیس نے اُن لوگوں کے بارے میں اپنے گمان کو سچا پایا کہ وہ اس کے متبع ہو گئے مگر سچے مومنین کی جماعت (محفوظ رہی)

اس پر ابلیس نے کہا کہ میں بھی انسان سے اس وقت تک علیحدہ نہ ہوں گا جب تک اُس میں روح (کا رمق) باقی ہے۔ اس سے جھوٹے وعدے کر کے اور امیدیں دلا کر دھوکا دیتا رہوں گا۔ اس پر حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وعزتی وجلالی لا احجب عنہ التوبۃ ما لم یغرغر بالموت ولا یدعونی الا اجبتہ ولا یسألنی الا اعطیتہ ولا یستغفرنی الا غفرت لہٗ (رواہ ابن حاتم) (تفسیر ابن کثیر سورۃ نساء ص۴۶۵ ج۱)

قسم ہے میرے عزت و جلال کی کہ میں بھی اُس سے توبہ کو بند نہ کروں گا جب تک کہ وہ غرغرہ موت تک نہ پہنچ جائے۔ اور وہ جب مجھے پکارے گا میں اس کی فریاد کو پہنچوں گا۔ جب مجھ سے سوال کرے گا اُس کو دوں گا جب مغفرت طلب کرے گا اُس کی مغفرت کر دوں گا۔

امام شعرانی رحؒ نے اپنی کتاب مختصر تذکرہ قرطبی میں تحریر فرمایا ہے کہ بعض روایات میں ہے کہ جب انسان نزع کے عالم میں ہوتا ہے تو دو شیطان اس کے داہنے اور بائیں آ کر بیٹھتے ہیں۔ داہنی جانب والا اُس کے باپ کی شکل میں آتا ہے۔ اور اس سے کہتا ہے کہ بیٹا میں تجھ پر مہربان و شفیق ہوں۔ میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تو نصاریٰ کا مذہب اختیار کر کے مرنا۔ کیوں کہ وہی بہترین مذہب ہے۔ اور بائیں جانب والا شیطان میّت کی ماں کی شکل میں آتا ہے اور کہتا ہے کہ بیٹا میں نے تجھے اپنے پیٹ میں رکھا اور دودھ پلایا، گود میں پالا ہے۔ میں تجھے نصیحت کرتی ہوں کہ یہود کا مذہب اختیار کر کے مرنا کیونکہ وہی بہترین مذہب ہے۔ (ذکرہ ابو الحسن القابسی المالکی)

اور یہی مضمون تقریباً امام غزالی رحؒ نے اپنی کتاب الدرۃ الفاخرہ فی کشف علوم الآخرہ' میں لکھا ہے۔ جس میں یہ ہے کہ جب انسان نزع روح کی ایسی شدید تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے کہ بڑے بڑے عقلاء و حکماء کی عقلیں اس وقت بے کار ہوتی ہیں تو انسان کا سب سے بڑا دشمن شیطان اپنے اعوان و انصار کو لے کر پہنچتا ہے اور سب ان لوگوں کی شکل میں آتے ہیں جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں اور اس کے خیر خواہ دوست و احباب تھے اور صالح و متقی سمجھے جاتے تھے۔ پھر اس سے کہتے ہیں کہ ہم تجھ سے

پہلے اسی موت کی گھاٹی سے گذر چکے ہیں۔ اس کے نشیب و فراز سے واقف ہیں۔ اب تیرا نمبر ہے۔ ہم تجھے خیر خواہانہ مشورہ دیتے ہیں کہ تو یہود کا مذہب اختیار کرلے وہی خیر الادیان ہے۔

اگر میت نے ان کی بات نہ مانی تو دوسری جماعت اسی طرح دوسرے احباب و اقرباء کی شکل میں آکر کہتی ہے کہ تو نصاریٰ کا مذہب اختیار کرلے کیونکہ یہی مذہب ہے جس نے موسیٰ علیہ السلام کے دین کو منسوخ کیا ہے۔ اسی طرح عقائد باطلہ ہر مذہب و ملت کے اس کے دل میں ڈالتے ہیں۔ پس جس کی قسمت میں دین حق سے پھر جانا لکھا ہوا ہے وہ اس وقت ڈگمگا جاتا ہے اور باطل مذہب کو اختیار کرلیتا ہے۔

قرآن کریم میں یہ دعا تلقین فرمائی گئی ہے۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً (ترجمہ) اے ہمارے پروردگار ہمارے قلوب کو ہدایت کے بعد باطل کی طرف مت کر اور ہمیں اپنی جانب سے رحمت عطا فرما) شائد حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اسی کے متعلق فرماتے ہیں۔

اشعار مثنوی

تا چہ دارد ایں حسود اندر کدو
اے خدا فریاد ما را زیں عدو
ایں حدیثش ہمچو ورد است اے الٰہ
رحم کن ورنہ گلیمم شد سیاہ
گر یکے فصلے دگر در من دمد
بُرد خواہد از من ایں رہزن نمد
من بحجت بر نیایم با بلیس
کوست فتنہ ہر شریف و ہر خسیس

اور جس شخص پر حق تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ثابت قدم رکھتا ہے اور رحمت خداوندی حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ آتی ہے اور شیاطین کو دفع کرتی ہے۔ اور اس وقت بسا اوقات میت فرط خوشی کی وجہ سے تبسم کر دیتا ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ اے فلانے کیا تو مجھے نہیں پہچانتا میں جبریل ہوں۔ اور یہ سب تیرے دشمن شیاطین ہیں تو ان کی بات نہ سُن اپنے دین حنیف شریعت محمدیہ ابراہیمیہ پر قائم رہ۔ اس وقت مرنے والے کے لئے کوئی چیز اس سے زیادہ خوش کرنے والی اور راحت دینے والی نہیں ہوتی۔ آیت ذیل اس پر شاہد ہے:۔

الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ۔
جو لوگ ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اُن کے لئے خوش خبری ہے حیاتِ دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

امام ابوجعفرؒ قرطبی کی وفات اور شیاطین کا حضور

امام ابو جعفرؒ قرطبی کا نزع شروع ہوا تھا تو حاضرین نے کہا لا الٰہ الا اللہ پڑھئے وہ ان کے جواب میں کہتے تھے لا (نہیں) کچھ دیر کے بعد ان کو افاقہ ہوا۔ آنکھ کھولی تو لوگوں نے عرض کیا کہ کلمہ طیبہ کی تلقین کے جواب میں آپ لا (نہیں) کہہ رہے تھے۔ یہ کیا ماجرا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ میں تمہارے جواب میں یہ کلمہ نہیں کہہ رہا تھا بلکہ دو شیطان میرے سامنے کھڑے تھے۔ ایک یہ کہہ رہا تھا کہ نصاریٰ کے مذہب پر مرنا۔ دوسرا کہتا تھا کہ یہود کے مذہب پر مرنا۔ میں اُن کے جواب میں کہتا تھا کہ لا (نہیں۔ نہیں) اور کہتا تھا کہ کیا تم مجھے اس وقت یہ سبق پڑھاتے ہو، حالانکہ میں نے اپنے قلم سے کتاب ترمذی و نسائی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث لکھی ہے۔

ان الشیطان یاتی احدکم قبل موتہ فیقول مت یھودیا نصرانیا۔
شیطان تم میں سے بعض کے پاس اس کی موت سے پہلے آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہودی ہو کر مرو، نصرانی ہو کر مرو۔

امام قرطبی نے اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ اسی قسم کے واقعات بہت سے صالحین امت کو پیش آئے ہیں کہ وہ کلمہ طیبہ کی تلقین کے وقت انکار کرتے تھے۔ دیکھنے والے سمجھتے تھے کہ کلمہ سے انکار کرتے ہیں اور وہ شیطانی کلمات پر انکار کر رہے تھے۔ اور حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ ہر مومن جب مرتا ہے تو اس کے ہم نشین و ہم مجلس لوگ اس کے سامنے کئے جاتے ہیں۔ اگر وہ لہو و لعب والوں میں سے تھا تو اہل لہو و لعب اور اگر اہل ذکر میں سے تھا تو اہل ذکر (مختصر تذکرہ قرطبی صفحہ ۲۵) (ف) اس لئے انسان کو چاہئے کہ غافل اور لہو و لعب میں منہمک لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرے۔

شیطان کے مقابلہ میں فرشتوں کی امداد و بشارت

چوں عنایاتت شود با ما مقیم
کے بود بیمے ازاں دزد لئیم
گر ہزاراں دام باشد بر قدم
چوں تو با مائی نباشد ہیچ غم

مسکین اور ضعیف انسان پھر مرض کا بیمار، رگ رگ زخمی، ہوش و حواس پہلے سے بجا نہیں۔ اُس پر نزع روح اور سکرات موت کی شدید ترین تکلیف، اس ہولناک منزل میں، دشمنوں کے لشکر کا حملہ، اور وہ بھی دشمنوں کے لباس میں نہیں بلکہ ماں باپ اور احباب و اقربا کے بھیس میں، خیر خواہانہ مشورہ کے انداز میں۔ اس مجموعہ کا تصور کیجئے تو خیال ہوتا ہے کہ شاید ایک آدمی بھی اس منزل میں ثابت قدم نہ رہے۔ لیکن ع

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست
گر ہزاراں دام باشد ہر قدم
چوں تو با مائی نباشد ہیچ غم
کیمیا داری کہ تبدیلش کنی
گر چہ جوئے خوں بود نیلش کنی

جیسا یہ وقت سخت، منظر ہولناک، منزل خطرناک ہے، ویسا ہی رحیم و کریم جل شانہٗ نے اس ضعیف انسان کے لئے امداد و اعانت کے سامان کافی مہیا فرما دیئے ہیں۔ (باقی آئندہ)

دعائے صحت

حضرت مولانا عبد الکریم صاحب مرید خاص حضرت سید عبد الواحد غزنویؒ ماہ رمضان المبارک سے آنتوں کے ورم کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ قارئین کرام سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

قاری احمد الدین بازار سریانوالہ لاہور

نعت

— نوابزادہ حسین شہید

سنا جس کسی نے کلامِ محمدؐ
ہوا جان و دل سے غلامِ محمدؐ
ہوا ہے نہ ہوگا، میسّر کسی کو
بلند اس قدر ہے مقامِ محمدؐ
اگر چاہتا ہے خدا تجھ سے خوش ہو
دل و جاں سے کر احترامِ محمدؐ
شہنشاہی میرے قدم چومتی ہے
میں جب سے بنا ہوں غلامِ محمدؐ
ہے موجود قرآں میں فرماں خدا کا
کلامِ خدا ہے۔ کلامِ محمدؐ
نہ دے ساغرِ مے فقیروں کو ساقی
کہ ہم پیتے آئے ہیں۔ جامِ محمدؐ
حقیقت کا عرفان ہوتا ہے اس کو
جو پہچانتا ہے مقامِ محمدؐ
دماغ اور دل جھومتے ہیں خوشی سے
لبوں پر جب آتا ہے نامِ محمدؐ
مسلمان آپس میں ہیں بھائی بھائی
ہے فرمان حق کا، پیامِ محمدؐ
شہیدؔ اپنے ایماں کی تکمیل کر لو
شب و روز پڑھ کر سلامِ محمدؐ



آہ! دانائے حقیقت حضرت رائے پوری
ہادیٔ راہِ طریقت حضرت رائے پوری
چشمۂ فیض رواں و آبشارِ زندگی—!
مرکزِ رُشد و ہدایت حضرت رائے پوری
وہ شہیدِ عشقِ مولا، آبروئے دینِ حق
کشتۂ عشقِ نبوت حضرت رائے پوری
ہند کیا، اک عالمِ اسلام نے جن سے کیا
اکتسابِ فیضِ صحبت حضرت رائے پوری
گلشنِ دینِ نبی میں صورتِ فصلِ بہار
تھے نمایاں درحقیقت حضرت رائے پوری
اب وقار جذب ہے یونسؔ نہ شانِ بندگی
ہو گئے دنیا سے رخصت حضرت رائے پوری



عبدقادر جو شیخِ عالم تھے — داغِ فرقت وہ دے گئے ہیہات
ذات ان کی تھی مجمع البحرین — گنجِ حکمت خزینۂ برکات
بحرِ امداد سے ہوئے سیراب — پیکرِ خلق ماحیٔ بدعات
ہادیٔ سالکانِ راہِ ھدا — مشعلِ راہ طالبانِ نجات
یادگارِ رشید احمد تھے — وارثِ علم قاسم الخیرات
فخرِ عبدالرحیم مردِ فہیم — قطبِ ارشاد شیخ و الاصفات
فکرِ تاریخ جب ہوئی لاحق — ہاتفِ غیب نے کہی یہ بات

قلبِ مغموم سے لکھو عارفؔ
"خضرِ راہِ سلوک" سالِ وفات

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت پر

کائناتِ عالم کی شہادتیں

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب

نہ من برآں گل عارض غزل سرایم وبس
کہ عندلیب تواز ہر طرف ہزاراں نند

سرورِ کائنات فخرِ موجودات رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت دفوق العادت، اخلاق و اعمال آپ کا صدق و اخلاص امانت و دیانت حقانیت و ربانیت ان چیزوں میں ہیں۔ جس کو عقل و بصیرت بلکہ بصارت کا کوئی حصہ ملا ہے۔ وہ اس کے روشن آفتاب سے نظر نہیں چرا سکتا یہی وجہ ہے۔ کہ دنیا کے عقلاء و حکماء عوام و خواص سب ہی نے آپ کے قدموں میں پناہ لی ہے۔ ہر قوم و جماعت کے اعلیٰ طبقہ نے آپ کی حقانیت کی شہادت و اقرار اور اپنی غلامی کے اختیار کو مایۂ افتخار سمجھا ہے جس سے تاریخ عالم کے صفحات لبریز ہیں۔ لیکن ان میں ممکن ہے۔ کہ شپرہ چشم مخالفین یہ کہہ دیں۔ کہ یہ ان کی رائے کی غلطی ہے ہم تسلیم نہیں کرتے۔ مگر حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت اور حقانیت کی شہادتیں فقط انہیں عقلا اور افراد انسانی پر منحصر نہیں رکھی۔ بلکہ بہت سی ایسی چیزوں سے اس کی شہادتیں عالم انسان پہ واضح فرمادی ہیں جن کو انسان غیر ذی شعور اور لا یعقل کہتا ہے یہ شہادات درحقیقت عالم غیب کی شہادات ہیں۔ ان کو رائے کی غلطی کہہ کر بھی نہیں جھٹلایا جا سکتا۔ اس وقت اس مضمون میں انہیں شہادات کے چند نمونے نقل کئے جاتے ہیں۔

تنبیہ:۔ یہ واقعات تاریخ وسیر کی معتبر کتابوں سے منقول ہیں۔ اخباری افسانے نہیں ایسے ثقہ لوگوں کی روایات ہیں۔ کہ اس کا اعتبار نہ کیا جائے۔ تو گذشتہ زمانہ کی تاریخ اور واقعات ماضیہ کے صحیح ماننے کا پھر کوئی ذریعہ باقی نہیں رہتا۔

آلات گمراہی (بتوں) کی زبانوں پر کلمۂ اسلام

بت حمایت کریں سچائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

حضرت عباس بن مرداس کے اسلام کا عجیب واقعہ

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں۔ اسلام سے پہلے عرب کے لوگوں کی طرح یہ بھی بت پرستی میں مبتلا تھے۔ ان کا ایک بت مخصوص تھا جس کا نام ضمار پکارا جاتا تھا اور یہ ان کا خاندانی اور جدی معبود تھا۔ ان کے والد مرداس جب مرنے لگے۔ تو صاحبزادہ عباس کو وصیت کی کہ بیٹا ہمیشہ ضمار کی پرستش "پوجا" کرتے رہنا۔ اس میں غفلت نہ ہو۔ کیونکہ تمہارے نفع نقصان کا وہی مالک ہے عباسؓ اپنے والد کی وصیت کے مطابق اس کو پوجا کرنے لگے۔ ایک روز حسب عادت اس کی پرستش میں مشغول تھے۔ کہ یکایک ضمار کے اندر سے ایک آواز سنائی دی۔ کان لگایا تو یہ اشعار پڑھ رہا تھا۔

هَنْ لِلْقَبَائِلِ مِنْ سُلَيْمٍ كُلِّهَا
اب بنی سلیم کے قبائل کا کون مدد گار ہوگا
أَوْدَى ضِمَارُ وَعَاشَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ
ضمار ہلاک ہو چکا اور اہل مسجد باقی ہے
إِنَّ الَّذِي وَارِثُ النُّبُوَّةِ وَالْهُدَى
بیشک ہدایت پر وہی ذات، مقدس ہے
بَعْدَ ابْنِ مَرْيَمَ مِنْ قُرَيْشٍ مُهْتَدٍ
جو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بعد نبوت و ہدایت کی وارث ہوتی ہے۔

أَوْدَى ضِمَارُ وَكَانَ يُعْبَدُ مُدَّةً
قَبْلَ الْكِتَابِ إِلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ
ضمار کی حکومت ختم ہوئی، حالانکہ نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر کتاب نازل ہونے سے پہلے ایک مدت تک اس کی پرستش ہوتی رہی۔

حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس حیرت انگیز واقعہ نے میرے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا ولولہ پیدا کیا۔ میں نے اپنی قوم بنی حارثہ کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ منورہ کا قصد کیا۔ مدینہ پہنچ کر جب ہم مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دور سے دیکھتے ہی تبسم فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ عباسؓ تم مسلمان ہونے کے لئے کیسے آگئے۔ میں نے سارا قصہ سنایا۔ آپ نے فرمایا کہ صحیح کہتے ہو۔ اس کے بعد ہی میں اور میری ساری قوم مشرف باسلام ہوگئی۔
(سیرت حلبیہ ص۱۹۳ جلد)

مازنؓ بن عضوبہ کا اسلام اور اس کا

:- حیرت انگیز قصہ :-

حضرت مازن بن عضوبہ ایک بلند پایہ صحابی ہیں۔ وہ اپنے مسلمان ہونے کا واقعہ اس طرح بیان فرماتے ہیں۔ کہ عمان کے قریب ایک بستی سمائل کے نام سے مشہور تھی۔ وہاں ایک مشہور بت تھا۔ جس کو "بارد" کہا جاتا تھا۔ میں بھی اس کی پوجا کے لئے جایا کرتا تھا۔ اور اس کی نظر کے لئے بکرے ذبح کیا کرتا تھا ایک روز میں وہاں پہنچا۔ اور اس کے پاس جاکر ایک بکرا بطور نذر کے ذبح کیا۔ میں اس سے ابھی فارغ بھی نہ ہوا تھا۔ کہ اچانک بت کے اندر سے آواز آئی۔ سنا گیا تو یہ کلمات کہہ رہا تھا۔

إِسْمَعْ تُسَرُّ. ظَهَرَ خَيْرٌ وَبَطَنَ شَرٌّ بُعِثَ نَبِيٌّ مِنْ مُضَرَ بِدِينِ اللهِ الْكَبِيرِ فَدَعْ نَحِيتًا مِنْ حَجَرٍ تَسْلَمْ مِنْ حَرِّ سَقَرَ ترجمہ:۔ سنو! خوش ہوگے ایک خیر عظیم ہوگئی۔ اور شر چھپ گیا۔ قبیلہ مضر میں سے ایک نبی اللہ تعالیٰ کے سچے دین کے ساتھ معبوث ہوئے ہیں۔ سو اب پتھر کے تراشے ہوئے بت کو چھوڑ دو۔ تاکہ جہنم کے عذاب سے محفوظ رہو۔

حضرت مازنؓ فرماتے ہیں۔ کہ اس حیرت انگیز آواز سے میں تعجب میں پڑ گیا۔ مگر میں نے اپنے آبائی دین کو ترک نہ کیا۔ اور برابر اس بت کی پرستش کرتا رہا۔ یہاں تک کہ پھر ایک روز میں نے اس کے نذرانہ کے لئے ایک بکرا ذبح کیا۔ تو پھر اس کے اندر آواز پیدا ہوئی۔ سنا تو یہ رجز کے اشعار پڑھ رہا تھا۔

اقبل الیّ اقبل، تسمع مالا تجهل
هذا نبی مرسل، جاء بحق منزل

میری طرف اچھی طرح متوجہ ہو جاؤ تاکہ وہ بات سنو۔ جس کو تم جہل کی بات نہ کہہ سکو گے۔ یہ نبی مرسل ہیں۔ جو اللہ کی طرف سے نازل شدہ دین حق لے کر آئے ہیں۔

آمن بہ کے تعدل عن حر نار تشتعل
دقودھا بالجندل

تم ان پر ایمان لاؤ۔ تاکہ جہنم کی آگ سے نجات ملے جس کے انگار پتھر کے ہیں حضرت مازنؓ فرماتے ہیں۔ کہ اب تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ اور میں نے سمجھ لیا۔ کہ حق تعالےٰ مجھے کسی صحیح راستہ کی طرف ہدایت کرنا چاہتے ہیں۔ اتفاقاً انہیں ایام میں ایک شخص اہل حجاز میں سے ہماری بستی میں پہنچ گیا۔ میں نے اس سے پوچھا۔ کہ اپنے اطراف کی خبریں سناؤ۔ اس نے نقل کیا کہ ہمارے ملاد میں ایک شخص پیدا ہوا ہے۔ جس کا نام احمد ہے جو اس کے پاس جاتا ہے اس سے کہتا ہے (اجیبوا داعی اللّٰہ) یعنی خدا کے داعی کی بات مانو۔ حضرت مازنؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے سمجھ لیا۔ کہ جو کلمات میرے کان میں خرق عادت کے طور پر ڈالے گئے۔ ان کا مصداق یہی شخص ہے۔ اٹھا اور پہلے اس بت کو توڑ ڈالا۔ اور سواری کر کے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حق تعالےٰ نے اسلام کی حقانیت پر میرا شرح صدر اور اطمینان کامل کر دیا۔ میں مشرف باسلام ہو گیا۔ اور یہ اشعار اسی وقت کہے۔

کسرت باد راجذ را وکان لنا
ربا نطیف بہ ضلا تبضلال

میں نے باذر نامی بت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے حالانکہ پہلے وہ ہمارا معبود تھا۔ ہم گمراہی در گمراہی کی وجہ سے طواف کیا کرتے تھے

صحبت رسولؐ کا کیمیادی اثر

حضرت مازنؓ کے اخلاق و اعمال

حضرت مازنؓ فرماتے ہیں۔ کہ مشرف باسلام ہوتے ہی مجھے اپنے اعمال اور اخلاق کی اصلاح کی فکر ہوئی اور عرفی حیا کو بالائے طاق رکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں تین سخت گناہوں کا عادی ہوں ایک گانا بجانا دوسرے شراب خوری تیسرے فاحشہ عورتوں سے تعلق۔ آپ حق تعالےٰ سے دعا فرمایئے کہ یہ بری خصلتیں مجھ سے چھوٹ جائیں۔ مجھ میں سچی حیا اور عفت پیدا ہو جائے۔ اور میرے کوئی لڑکا پیدا ہو جاوے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ کہ یا اللہ! ان کو گانے بجانے کے بجائے تلاوت قرآن کی اور حرام کی بجائے حلال کی اور شراب کی بجائے ایک شربت کی عادت ڈال دے جس میں کوئی گناہ نہ ہو، اور ان کو زنا کے بجائے عفت کی توفیق دے اور ولد صالح عطا فرما۔ حضرت مازنؓ فرماتے ہیں۔ کہ اس کی مقبولیت چند ہی روز میں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔ کہ میں نے نصف قرآن حفظ کر لیا اور یہ تمام ناپاک عادتیں مجھ سے چھوٹ گئیں۔ ہماری بستی قحط زدہ تھی۔ سرسبز ہو گئی اور میں نے چار عورتوں سے نکاح کیا اور حق تعالےٰ نے مجھے حیاتؔ (حبیا صالح) لڑکا عطا فرمایا۔ اسی کی خوشی میں حضرت مازنؓ نے ایک قصیدہ لکھا جس کے چند اشعار یہ ہیں ؎

الیک رسول اللّٰہ حبت مطیتی
تجوالغیافی من عملك الی العرج

"یا رسول اللہ میری سواری نے آپ ہی کی طرف اس طرح مشتاقانہ رُخ کیا۔ کہ عمان سے عرج تک جنگلوں کو قطع کرتی ہوئی چلی آئی۔

لتشفع لی یاخیر من وطی الحصا
فیغفرلی ذنبی وارجع بالفلج

اے سب زمین پر چلنے والوں میں بہترین ہستی تاکہ آپ میری شفاعت فرمائیں تو میرے گناہ معاف ہو جائیں۔ اور میں کامیابی کے ساتھ واپس ہوں۔

الی معشر خالفت فی اللّٰہ دینھم
ولا رأیھم رأیی ولا شرجھم شرجی

ایک ایسی قوم کی طرف کہ میں نے محض اللہ کے لئے ان کے مذہب کی مخالفت اختیار کر لی ہے اور اب میری رائے ان کے موافق ہے۔ اور نہ میرا طریقہ ان کے طریقہ کے مطابق۔

وکنت امرأ بالعھر والخمر مولعًا
شبابی حتی آذن الجسم بالنھج

اور میں تمام زمانہ شباب میں زنا و شراب کا سخت عادی اور حریص آدمی تھا۔ یہاں تک کہ جسم بالکل لاغر اور ضعیف ہو گیا

فبدلنی بالخمر خوفاً وخشیۃ
وبالعھر احصاناً فحصن لی فرجی

مجھے اللہ تعالےٰ نے شراب کے بجائے خوف و خشیت اور زناکاری کے بجائے عفت فرج عطا فرمائی۔

فاصبحت ھمی فی الجھاد ونیتی
فللّٰہ ما صومی وللّٰہ ما حجی

پس میں نے اپنے ارادہ اور نیت کو جہاد میں صرف کر دیا۔ پس اللہ ہی کی طرف سے ہے میرا روزہ اور میرا حج۔

حق تعالےٰ کی قدرت کاملہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات عامہ کا عجیب مظہر ہے کہ بت ہدایت کا مصرف بن رہے ہیں ؎

مچھلیاں دشت میں پیدا ہوں ہرن دریا میں

قبیلہ خثعم کا ایک بُت

اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے قبیلہ خثعم کا منقول ہے کہ وہ اپنے بت کے پاس پرستش میں مشغول تھے۔ اس کے اندر سے آواز سنی جس میں چند اشعار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی طرف سے متوجہ کیا گیا تھا۔ (یہ اشعار بوجہ اختصار کے اس جگہ نقل نہیں کئے) یہ لوگ حیرت میں رہے کہ محمد (صلعم) کون ہیں اور اسلام کیا چیز ہے۔ یہاں تک کہ دو تین ہی روز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور دعوت اسلام کی کیفیت کچھ آنے والوں سے پہنچی یہ لوگ ابتداءً اس واقعہ کو محض وہم و خیال سمجھتے رہے۔ یہاں تک کہ پیہم اسی قسم کی آوازیں اپنے بتوں سے سنتے رہے۔ بالآخر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اسلام کی حقیقت دریافت کی۔ حق تعالےٰ نے ان کا شرح صدر فرما دیا اور سارا قبیلہ یکبارگی وقت داخل اسلام ہو گیا

بنی عذرہ کے بُت خمام کی زبان پر کلمۂ اسلام

قبیلہ بنی عذرہ ایک بت کی پرستش کرتے تھے جس کا نام خمام رکھا ہوا تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ تو اس بت نے خاص بنی حجاری طارق نامی کو خطاب کر کے کہا۔

یا بنی ھند بن حرام ظھر الحق واودی خمام
ودفع الشرك الاسلام (حلبیہ ج ص۱۹۵)

"اے قبیلہ بنی ہند بن حرام حق ظاہر ہو گیا۔ اور خمام ہلاک ہو گیا۔ اور اسلام نے شرک کو مٹا دیا" اس حیرت انگیز آواز کو ابتداءً ان لوگوں نے بھی محض وہم و خیال سمجھا۔ مگر پھر ایک روز اس میں آواز پیدا ہوئی اور کہا۔ یا طارق یا طارق بعث النبی الصادق بوحی ناطق صدع صدعۃ بارض تھامۃ لناصریہ السلامۃ والخاذلیۃ الندامۃ ھذا الوداع منی الی یوم القیامۃ (حلبیہ جلد ۱ ص۱۹۵)

یا طارق نبی صادق وحی ناطق کے ساتھ پیدا ہو گئے اور مکہ مکرمہ کی زمین میں ایک دعوت عام دے دی اب انہیں کے مددگاروں کے لئے سلامتی ہے

اور ان سے علیحدہ رہنے والوں کی رسوائی ہے۔ اور بس اب قیامت تک کے لئے میں تم سے رخصت ہوتا ہوں۔ (وہ بت تمام) یہ کلام کہتے ہی سر کے بل زمین پر گر پڑا۔ اس واقعہ عجیبہ نے بنی عذرہ اور ان کے رئیس حضرت ذبل بن عمر کو اس پر مجبور کر دیا۔ کہ فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا قصد کیا۔ اور پہنچ کر مشرف باسلام ہو گئے

نتائج

خدا تعالےٰ کی قدرت کاملہ کا تماشا دیکھئے کہ وہ بت جو گمراہی کے ٹھیکیدار اور عالم انسان کی کفر و شرک میں مبتلا کرنے کے مخصوص آلات ہیں اور اضللن کثیرا کے مصداق ہیں۔ آج رحمۃ اللعالمین فخر الاولین والآخرین حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کس شان سے استقبال کرتے ہیں۔ کہ خود ہی لوگوں کو حق کی طرف ہدایت کر رہے ہیں ؎

کنی آشنائے زبیگانہ
خلیلے براری زبتخانہ

حق یہی ہے کہ مخلوق کا ذرہ تکوینی مشین کا ایک پرزہ ہے۔ اس کی ہر حرکت وسکون مشین چلانے والے کے تابع ہے وہ جس سے جس وقت چاہے جو چاہے کام لے سکتا ہے سچ ہے ؎

ذرہ ذرہ دہر کا پابستۂ تقدیر ہے
زندگی کے خواب کی جامی یہی تعبیر ہے

یہ واقعۂ عجیبہ جس طرح حق سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت کاملہ کے عجیب نمونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عالی کے مظاہر ہیں اسی طرح ان شیرہ چشم مخالفین اسلام کے لئے بھی آخری پیغام الٰہی اور اتمام حجت ہیں۔ جو حقانیت اسلام پر ہمیشہ پردہ ڈالنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ کہ اشاعت اسلام بزور تلوار کی گئی ہے۔ وہ آئیں اور عباسؓ بن مرداس اور ان کے قبیلہ سے نیز قبیلہ مازن و خثعم سے اور قبیلہ بنی عذرہ کے عقلا سے دریافت کریں کہ ان پر کس نے تلوار چلائی تھی کہ اپنے آبائی مذہب وہمت کو چھوڑ چھاڑ کر بلاد بعیدہ سے جنگلوں اور پہاڑوں کو طے کرتے ہوئے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنے قبائل کی سیادت کے مقابلہ میں حضور کی غلامی کو اپنا تاج سلطنت سمجھا۔ حضور کے ادنیٰ اشارے پر اپنی گردنیں کٹوانے کے لئے میدان میں کھڑے ہوئے نظر آنے لگے۔ اگر یہ لوگ سوال کرنے کی ہمت کر جائیں۔ تو عجب نہیں کہ آج بھی ان بزرگوں کے مزارات سے بزبان حال یہ جواب ملے۔

درون سینۂ من زخم بے نشان زدہ
بحیرتم کہ عجب تیر بے کمان زدہ۔ اور
خراب بادہ لعل تو ہوشیار انند
غلام نرگس مست تو تاجدار انند

ایک درخت کی آواز

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بعض لوگوں نے دریافت کیا۔ کہ کیا اسلام لانے سے پہلے آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی علامت کا مشاہدہ کیا تھا۔ فرمایا۔ ہاں۔ میں ایک روز درخت کے سائے میں بیٹھا تھا کہ اچانک اس کی ایک شاخ نیچے جھکی اور میرے سر سے مل گئی۔ میں تعجب سے اس کو دیکھنے لگا تو اس میں سے ایک آواز آئی هذا النبی یخرج فی وقت کذا وکذا فکن انت من اسعد الناس بہ۔ (حلبیہ ص۱۹۵ جلد۱)

"یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فلاں وقت ظاہر ہوں گے۔ آپ پہلے سے ان کی تصدیق کی سعادت حاصل کریں۔

درختوں کے پتوں اور پھولوں پر کلمۂ شہادت

بعض حضرات فرماتے ہیں۔ کہ جب ہم ہندوستان پر جہاد کے لئے گئے تو اتفاقاً ایک بن میں گزر ہوا۔ وہاں عجائب قدرت کا ایک نیا تماشا دیکھا ایک درخت کے سب پتے نہایت سرخ رنگ کے تھے۔ اور ہر پتے پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سفید حرفوں پر لکھا ہوا تھا۔

اسی طرح بعض دوسرے حضرات کا بیان ہے۔ کہ ہم ایک جزیرہ میں پہنچے وہاں ایک بہت بڑا درخت تھا۔ جس کے ہر پتہ پر قلم قدرت نے نہایت واضح و خوشخط یہ کلمہ تین سطروں میں لکھا ہوا تھا پہلی سطر میں لا الٰہ الا اللہ اور دوسری میں محمد رسول اللہ اور تیسری میں ان الدین عند اللہ الاسلام۔ اور بعض حضرات نے بیان کیا کہ ہم ہندوستان میں داخل ہوئے تو ایک گاؤں میں ایک گلاب کا درخت دیکھا جس کے پھول سیاہ رنگ مگر نہایت خوشبودار تھے۔ اس کے پھول کی ہر پنکھڑی پر سفید حرفوں میں لکھا ہوا تھا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر صدیق (حلبیہ ص۲۱۲ جلد ۱)

یہ صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے شبہ ہوا۔ کہ یہ کلمہ کسی نے ان پھولوں پر لکھ دیا ہے۔ میں نے بغرض تحقیق ایک غنچہ ناشگفتہ کو توڑا دیکھا۔ تو اس کے اندر سے بھی پھول کی ہر پتی پر یہی کلمہ صاف لکھا ہوا نکلا۔ پھر میں نے تحقیق کی۔ تو معلوم ہوا کہ اس بستی میں اس قسم کے پھول بکثرت ہیں۔ اور عبرت کی یہ چیز ہے۔ کہ ساری بستی پتھروں کی پرستش میں مبتلا تھی۔

اور ابن مرزوقؒ نے شرح بردہ میں اسی قسم کا واقعہ ایک درخت کے پھول کا نقل کیا ہے جس میں یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے بداءۃ من الرحمٰن الرحیم الی جنات النعیم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اسی طرح بعض مؤرخین نے نقل کیا ہے کہ ہم نے بلاد ہندوستان میں ایک درخت دیکھا جس کا پھل بادام کے برابر تھا۔ اور اس پر دو چھلکے تھے اوپر کا چھلکا اتارنے کے بعد اندر سے ایک سبز تہہ لپٹا ہوا نکلتا تھا۔ جس پر سرخ رنگ میں نہایت خوش خط اور صاف طور پر کلمہ لکھا ہوا تھا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اس بستی کے لوگ اس درخت کو متبرک سمجھتے تھے۔ اگر قحط پڑتا تھا تو اس کے طفیل سے بارش طلب کیا کرتے تھے۔

اور ۸۰۹ھ میں ایک انگور کا دانا پایا گیا جس کو بے شمار لوگوں نے دیکھا۔ کہ اس پر قلم قدرت کے واضح لفظوں میں محمد لکھا ہوا تھا۔ اسی طرح ایک شخص نے ایک مچھلی پکڑی جس کے ایک بازو پر لا الٰہ الا اللہ اور دوسرے پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے تعظیماً اس کو پکڑ کے قید کرنا پسند نہ کیا اور پھر دریا میں چھوڑ دیا۔

اسی طرح بحر مغرب سے بعض لوگوں نے ایسی ہی مچھلی شکار کی۔ اور پھر تعظیماً دریا میں چھوڑ دیا۔ اور حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ کہ اچانک ایک پرندہ جانور آیا۔ جس کے چونچ میں ایک بادام تھا وہ اس نے مجلس میں ڈال دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اٹھا لیا۔ اس میں سے ایک سبز رنگ کا کیڑا نکلا۔ جس پر زرد رنگ سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ لکھا ہوا تھا۔

(سیرت حلبیہ جلد اوّل)

طبرستان کے ایک بادل پر کلمہ شہادت

بعض مؤرخین نے نقل کیا ہے کہ طبرستان کے بعض گاؤں میں ایک قوم آباد تھی۔ جو لا الٰہ الّا اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہ کی قائل تھی۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی قائل نہ تھی۔ اتفاقاً ایک سخت گرمی کے دن میں یہ عجیب واقعہ پیش آیا۔ کہ دفعتاً ایک گہرا بادل اٹھا۔ اور تمام بستی اور اس کے اطراف میں چھا گیا۔ بادل نہایت سفید تھا۔ یہ بادل صبح سے چھایا ہوا تھا۔ جب ظہر کا وقت ہوا۔ تو اس میں دفعتاً نہایت جلی حرفوں میں لکھا ہوا ہر خاص و عام نے دیکھا۔ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ اور پھر قلم کا نوشتہ اسی طرح برابر عصر کے وقت تک باقی رہا۔ یہ غیبی ہدایت نامہ پڑھ کر وہ لوگ سب مسلمان ہو گئے۔ اور اکثر اس بستی کے رہنے والے یہودی و نصاریٰ اور اہل علم تھے۔

ایک بچہ کے مونڈھوں پر کلمہ شہادت

بعض مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ ہم نے بلاد خراسان میں ایک بچہ دیکھا جس کے ایک کندھے پر قدرتی طور پر لا الٰہ الا اللّٰہ اور دوسرے پر محمد رسول اللّٰہ لکھا ہوا تھا۔ اوّل ولادت سے دیکھا۔ اور ایک بزرگ بیان کرتے ہیں کہ ۶۷۴ھ میں میرے گھر میں ایک بکری کے بچہ ہوا۔ جس کی پیشانی پر ایک دائرہ سفیدی کا تھا۔ اور اس کے اندر نہایت خوشخط اور صاف (محمد) لکھا تھا۔ اسی طرح بعض حضرات نے بیان کیا ہے کہ ہم نے افریقہ ایک شخص دیکھا۔ جس کی آنکھ کی سفیدی میں نیچے کی جانب سرخ حرفوں میں نہایت خوش خط یہ کلمہ لکھا ہوا تھا۔ (محمد رسول اللّٰہ) اور شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الواقح الانوار باب قواعد السادۃ الصوفیہ میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ جس روز میں اس باب کی تحریر پر پہنچا ہوں تو علامات نبوت میں سے ایک عجیب چیز کا مشاہدہ کیا۔ کہ ایک شخص میرے پاس ایک بکری کے بچہ کا سر لے کر آیا۔ جس کا گوشت وہ بھول کر کھا چکا تھا اور اس کی پیشانی پر قلم قدرت کا نوشتہ موجود تھا لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ارسلہ بالہدیٰ ودین الحق یہدی بہ من یشاء یہدی بہ من یشاء

شیخ عبدالوہاب شعرانی رح اس قصہ کو نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ اس نوشتہ قدرت میں جو یہدی بہ یہدی بہ دو مرتبہ لکھا ہے۔ یہ کسی حکمت پر مبنی ہے۔ کیونکہ یہاں سہو کا تو احتمال نہیں۔ اور ممکن ہے۔ کہ حکمت اس کی غایت کی تاکید ہو۔ اور امام المحدثین زہریؒ فرماتے ہیں کہ میں ہشام بن عبدالملک کے پاس جانے کے لئے گھر سے نکلا۔ جب بلقاء میں پہنچا تو ایک پتھر دیکھا جس پر عبرانی جاننے والے بزرگ سے اس کے پڑھنے کے لئے عرض کیا۔ جب اس نے پڑھا۔ تو ہنسنے لگا۔ اور کہا۔ کہ عجیب بات ہے اس پر لکھا ہوا ہے باسمک اللّٰھم جاء الحق من ربک بلسان عربی مبین لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ۔کتب موسیٰ بن عمران

یا اللہ تیرے نام سے شروع کرتا ہوں حق آپ کے رب کی طرف سے عربی فصیح زبان میں آگیا۔ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ لکھا ہے۔ اس کو موسیٰ بن عمران نے)

ف :۔ یہ کائنات عالم کی ہر نوع حیوانات و نباتات و جمادات ہیں کہ اپنی زبان بے زبانی کے ساتھ حقانیت اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی شہادت دے رہی ہیں۔ افسوس! کہ بہت سے بدبخت اور غافل انسان ان کو دیکھ کر اور سن کر کبھی متنبہ نہیں ہوتے ؎

گفتم ایں شرط آدمیت نیست
مرغ تسبیح خواں و تو خاموش

اشتہار زیر دفعہ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی
بعدالت جناب شیخ عبدالوحید صاحب P.C.S.
سول جج درجہ اوّل لاہور

درخواست ۵/۲ بابت ۱۹۶۲

علی رضا ولد رمضان قوم فقیر سکنہ کوارٹر ۸ بلاک ۸۱ ریلوے کالونی لاہور (سائل)
درخواست برائے حصول سرٹیفکیٹ جانشینی نسبت عبدالرحمٰن (متوفی)

بنام عوام الناس و ہر خاص و عام

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں اشتہار ہذا بنام عوام الناس و ہر خاص و عام مذکورہ جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر عوام سے کوئی بھی مذکورہ تاریخ ۶ ماہ اکتوبر ۱۹۶۲ کو صبح ۹ بجے بمقام لاہور حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔ آج بتاریخ ۲۱ ماہ جولائی ۱۹۶۲ء بدستخط میرے اور مہر عدالت جاری ہوا۔

مہر عدالت

استفتاء

سوال نمبر ۱:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین۔ کہ ایک پیش امام میں اگر حسب ذیل باتیں پائی جائیں تو کیا ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بالوضاحت تحریر فرمائیں

۱۔ جوان ہمشیرہ کنواری گھر میں عرصہ سے بٹھلا رکھی ہو۔ محض اس لئے کہ اگر اس کے عوض دل پسند رشتہ نہ ملے تو بدستور بیٹھی رہے گی۔ اگرچہ عمر بھر ہی کیوں بٹھلانی پڑے

۲۔ داڑھی پر قینچی استعمال کراتا ہو یعنی کترواتا ہو اور شریعت کے اصول مٹھی بھر کو نظر انداز کیا گیا ہو (۳) بے غیرت ہو۔

۴۔ مردہ کو غسل دیتا ہو۔

پہلا مسئلہ:۔ جواب۔ جو امام گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے فاسق ہے اس کو امام بنائے رکھنا دوسرے نیک کو چھوڑ کر اس کے پیچھے پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جس کو امام بنانے رکھنے پر دخل نہ ہو دوسرے نیک امام کے پیچھے نماز نہ ملتی ہو اس کے لئے اس مجبوری میں مکروہ تنزیہی ہے اور تنہا پڑھنے سے اس جماعت سے پڑھنا افضل ہے اس کی تفصیل اور دلائل پہلے شائع ہو چکے ہیں۔

۱۔ اگر لڑکی کا باپ نہیں ہے۔ تو بھائی ولی ہے اور اس طرح روکنا اور بلا کسی اور وجہ کے ہوگا تو مکروہ ہے گناہ ہے۔ پہلی وجہ کی تحقیق کرنی ضروری ہے جو وجہ بیان یہاں لکھی ہے اگر یہ صحیح ہو تو یہ ظلم ہے گناہ ہے۔

۲۔ ایک مٹھی سے کم کرنے کے لئے کاٹنا قریب الحرام ہے تفصیل پہلے شائع ہو چکی ہے اس سے امام فاسق ہو جاتا ہے (۳) اس کا ثبوت کسی واقعہ سے ملتا تو اس پر حکم لگتا (۴) یہ کام جائز ہے بلکہ فرض کفایہ ہے اس کو ہندوؤں کے میل جول سے اور مردہ کو بھوت گمان کرنے سے لوگ برا سمجھتے ہیں یہ برا سمجھنا ہی برا ہے یہ تو ثواب کا کام ہے نیک کام ہے۔

بچوں کا صفحہ

خُدا کے آخری نبیؐ کا آخری پیغام

پیغمبر آخرالزماں شاہ ہر دوسرا محبوب خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم پر دسؔ ہجری میں حج کی فرضیت ہوئی۔ حج مذہب اسلام کا پانچواں بڑا رکن ہے۔ اور اسلام وہ پیام محبت ہے۔ جو کہ بچھڑے ہوؤں کو ملاتا، بیگانوں کو یگانہ اور آشناؤں کو محسن صادق بناتا ہے۔ احکام اسلام کا منشا یہی ہے۔ کہ افراد مختلفہ کو ملتِ واحد بناکر ایک مرکز پر جمع کردیا جائے اور حج اس کا بہترین ادا کار ہے۔ جیسا کہ ظاہر ہے کہ حج کی ترتیب و طریقِ عبادت نہایت سادہ اور اتحاد آموز ہے۔ ادائے حج میں سب کے لیے خواہ کوئی شہنشاہ ہو یا درویش، سادہ اور بے سِلا لباس جو نسلِ انسانی کے جدِ اعظم حضرت آدم علیہ سلام کا تھا۔ تجویز کیا گیا ہے تاکہ ایک ہی معبود حقیقی ایک ہی رسول صادق (صلعم) ایک ہی قرآن پاک ایک ہی کعبۂ مبارک پر ایمان رکھنے والے ایک ہی صورت، ایک ہی لباس، ایک ہی رنگ اور ایک ہی سطح پر ظاہری و معنوی حالت میں خدائے واحد کے سامنے ہوں؛

خدا تعالےٰ کا فرمان ملنے پر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فقیروں کے ملجا و ماویٰ، یتیموں و بیکسوں کے والی اور غلاموں کے آقا اس کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ذیقعد کے آخری ایام میں مدینہ منورہ سے عازم مکہ معظمہ ہوئے۔ آپؐ کی ازواج مطہرات بھی آپؐ کے ساتھ ہمسفر تھیں۔ جو کہ محملوں پر سوار تھیں۔ مزید برآں آپؐ کے ساتھ ایک لاکھ چوبیس ہزار وحدت کے پروانے بھی تھے۔ حضور اکرمؐ مسلسل آٹھ روز کے سفر کے بعد مع پرستارانِ توحید بروز اتوار ۴ر ذوالحجہ کو مکہ میں پہنچ گئے؛

تمام مناسک یعنی افعالِ حج میں مسلمانوں کی رہنمائی فرمانے اور ان کو ادا کرنے کے بعد آپؐ نے لوگوں کے سامنے حسبِ ذیل تقریر فرمائی۔ اس وقت آپؐ شترِ مبارک پر سوار تھے اور (ربیعہ بن امیہ بن خلف) ہم رکاب تھے۔ وہ آپؐ کے حکم سے حضور پر نور کے الفاظ مبارک کو پکار پکار کر لوگوں سے کہتے اور کوشش کرتے کہ تمام حاضرین پیام نبوت کو سُن لیں؛

لوگو! مَیں جو کہوں، سُن لو، گو مجھے معلوم نہیں، لیکن ممکن ہے کہ اس حج کے بعد پھر میں یہاں تم سے نہ مل سکوں؛

(۱) لوگو! جس طرح یہ دن اور مہینہ محرم ہے۔ اسی طرح تمہاری جانیں، عزتیں اور مال بھی ایک دوسرے پر حرام ہیں؛

(۲) جس کے پاس امانت ہو وہ اس کو اس کے مالک کے پاس پہنچا دے سارا سود ترک ہے۔ بس جس قدر راس المال یعنی اصل سرمایہ ہے۔ وہ البتہ تمہارا ہے؛

(۳) نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے؛

(۴) لوگو! جاہلیت کے وہ خون جو باقی رہ گئے ہیں۔ ان سب کا انتقام موقوف ہے۔ اور سب سے پہلا خون جسے میں اپنی طرف سے ترک کرتا ہوں وہ عبد المطلب کے پوتے ربیعہ بن حارث کا ہے جن کی رضاعت بنی لیث میں ہوئی تھی۔ اور وہیں بنی ہذیل نے انھیں قتل کر ڈالا؛

(۵) لوگو! شیطان اس سے مایوس ہے۔ کہ پھر کبھی وہ تمہاری اس سرزمین (عرب) میں پوجا جائے؛

(۶) کسی سال اور مہینہ کو اپنی رضا کے مطابق حلال اور حرام خیال نہ کرو، تخلیقِ زمین و آسمان سے آج تک زمانہ اپنے معمول حساب سے چلا آتا ہے۔ خُدا کے نزدیک مہینوں کا شمار بارہؔ ہے جن میں فقط چار حرام ہیں۔ ان میں سے تین ذیقعد، ذی الحجہ اور محرّم جو کہ متواتر آتے ہیں۔ اور چوتھا (رمضان) جو کہ جمادی الاوّل اور شعبان کے درمیان آتا ہے؛

(۷) لوگو! جس طرح تمہارے حقوق تمہاری عورتوں پر ہیں۔ اسی طرح اُن کے حقوق بھی تم پر ہیں۔

(۸) لوگو! مَیں اپنے بعد دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کتاب اللہ اور سنّتِ رسول اگر تم نے ان کو مضبوطی سے پکڑے رکھا تو تمہاری گمراہی ناممکن ہے تم دُنیا میں بھی نام پاؤگے اور عقبہ میں بھی سرخرو ہوگے؛

(۹) لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور کوئی نئی امت پیدا نہیں ہوگی۔ اچھی طرح سُن لو اپنے رب کی عبادت کرو اور پانچوں نمازوں میں پابندی کے مظہر ہو جاؤ، سال بھر میں ماہ رمضان کے روزے رکھو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ دل جمعی اور خُوشی سے دیا کرو، خانہ کعبہ کا حج بجا لاؤ اور اولاد کی اطاعت قبول کرو اس سے تمہارا خالق اور رازق خُوش ہو کر تمھیں فردوس بریں میں داخل کر دے گا۔

(۱۰) لوگو! جو مَیں کہتا ہوں، اُسے سنو اور خوب سمجھو اور یاد رکھو کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ کسی پر ہرگز ظلم و جور نہ کرو؛

غرض ہادیٔ اسلام نے قوم مسلم کو مذہب اسلام سے آخری دم تک واقفیت دلائی اور ایسے آسان طریقے بتائے کہ مُسلمان اپنے مالک کو خُوش کرکے اپنی دائمی زندگی کو کامیاب و کامران بنا سکتے ہیں؛

گلہائے عقیدت

بحضرت شیخ المشائخ قطب عالم سیدی و سندی

حضرت شاہ عبد القادر رائپوری دامت برکاتہم

مرسلہ طبیب امیر علی

شاہِ یکتائے زماں حضرتِ عبد القادر
جانِ جانانِ جہاں حضرتِ عبد القادر
مرہمِ خستہ دلاں حضرتِ عبد القادر
اے بسا راحتِ جاں حضرتِ عبد القادر
ہاں عیاں را چہ بیاں حضرتِ عبد القادر
صُورتِ شمس و قمر نیّرِ تاباں منظر
مہ جبیں ناز سراپا نگہِ زُود اثر
از سرش تا بہ قدم مست ادا مست نظر
اے بپا شورِ قیامت زِ خرامِ محشر
گہ بگہ خندہ کناں حضرتِ عبد القادر
جَرَّنِی الشَّوْقُ اِلَیٰ مَنْ هُوَ ذُو اِحْسَانٍ
من و دل ہر دو اسیرِ قفسِ حیرانی
کے توانم بجزا وصفِ شہِ لاثانی
سَیِّدُ النَّاسِ جَمِیْعًا عَلَمُ الْاَقْرَانِ
سرورِ جملہ سراں حضرتِ عبد القادر
آنکہ عالی حسبش فائق و بہتر، برتر
بحرِ مواجِ کرم جود و سخا را مظہر
پیکرِ مہر و وفا لائق و فرخندہ سیر
مرکزِ دائرۂ علم و عمل فضل و ہنر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا